زینب

اپریل، مئی، جون 2013ء

لجنہ اماء اللہ ناروے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

زینب

سہ ماہی

اپریل، مئی اور جون 2013ء

سرپرستِ اعلیٰ	مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب (امیر جماعت احمدیہ ناروے)
زیرِنگرانی	مکرمہ بشریٰ خالد صاحبہ (صدر لجنہ اماءاللہ ناروے)

مجلس ادارت

مدیرہ حصہ اردو، کتابت	محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ
مدیرہ حصہ نارویجن	محترمہ مہرین شاہد صاحبہ
تقسیم اشاعت	محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ
پرنٹنگ	محترمہ بلقیس اختر صاحبہ
شائع کردہ	شعبہ اشاعت لجنہ اماءاللہ ناروے

Søren bullsveien 1

1051 OslO

Tlf: +47 22322746

FAX: +47 2232o211

فہرست مضامین

۱۔اداریہ	۲
۲۔القرآن الحکیم	۳
۳۔حدیث	۴
۴۔خطبہ جمعہ	۵
۵۔خلافت سے وابستگی کی برکات	۶
۶۔نظم	۹
۷۔کچھ یادیں کچھ باتیں	۱۰
۸۔استخارہ	۱۳
۹۔اُوڑھنی والیوں کے لیئے پھول	۱۴
۱۰۔بدرسومات	۱۷
۱۱۔رمضان میں فدیہ،فطرانہ اوراعتکاف کی اہمیت	۲۰
۱۲۔صدقہ بلاؤں کوٹالتا ہے	۲۲
۱۳۔ناصرات الاحمدیہ کاسفر برطانیہ	۲۵
۱۴۔ترانہ ناصرات	۲۶
۱۵۔حضورِانور کی نصائح	۲۷
۱۶۔ناصرات کاصفحہ	۲۸
۱۷۔پکوان	۲۹
۱۸۔صحت کارنر	۳۰
۱۹۔اک یاد ہے جودل میں رہے گی	۳۱
۲۰۔دُعائیہ اعلانات	۳۳

اداریہ!

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا

اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اپنے نبی بھیجتا ہے جو اُس کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے شب وروز انتھک محنت کرتے ہیں۔ ہنوز ان کے کام کا کچھ حصّہ ابھی تشنہ تکمیل ہوتا ہے کہ ان کی واپسی کا وقت آجاتا ہے۔ موت بشریّت کا ایک لازمی تقاضا ہے جو ہر صورت میں پورا ہو کر رہتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ سنّت ہے کہ نبی کی آمد کا جو مقصد ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نبی کی وفات کے بعد نظامِ خلافت کے ذریعہ ان مقاصد کی تکمیل کرتا ہے اور نظامِ خلافت کے ذریعہ نبوّت کی برکات اور فیوض جاری وساری رہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں

۔’’کہ ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کرتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔‘‘ (کشتی نوح صفحہ ۹)

خلافت خدا تعالیٰ کا ایک انعام ہے۔ جیسا کہ سورۃ النور آیت ۵۶ اور ۵۷ میں بیان کیا گیا ہے۔ جس میں ایک وعدہ مسلمانوں سے کیا گیا ہے کہ روحانی اور ابدی قیادت اُنہیں عطا ہوگی جو خلافت کی صورت میں قائم رہے گی۔ لیکن اس نعمت کی لئے ایک شرط بھی رکھ دی گئی ہے۔ اور وہ شرط یہ ہے کہ ’’وہ لوگ اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی کو خدا تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے، نماز قائم کریں گے، مالی قربانی کریں گے اور رسول کی اطاعت کریں گے۔‘‘ خلافتِ احمدیہ خدا تعالیٰ کا ایک انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ بکھرے ہوئے موتی نہ تو خوبصورت دکھائی دیتے ہیں اور نہ ہی محفوظ ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی محفوظ ہوتے ہیں اور خوبصورت بھی دکھائی دیتے ہیں۔ پس خلافت کے بغیر دین کی ترقی ممکن نہیں۔ لہذا خلافت کے ساتھ کامل اِخلاص اور محبت وعقیدت کا تعلق رکھنا بےحد ضروری ہے۔ آج اگر تمام دنیا کے مسلمانوں کی حالت زار پر نظر ڈالیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود کیسی بے بسی کی صورت ہے۔ جبکہ انہی حالات میں جماعت احمدیہ جو کہ نہایت چھوٹی اور کمزور جماعت ہے مگر خلافت کی برکت سے بفضلِ تعالیٰ سُرعت سے ترقی کی منازل طے کر رہی ہے اور راستے میں آنے والے تمام مصائب اور اِبتلاؤں سے خدا تعالیٰ بحفاظت نکال لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ خلیفۂ وقت کی خود راہنمائی کرتا ہے اور ہم سب خلافت کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کی بدولت خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتے ہیں۔ پس ہم پر لازم ہے کہ ہم خلافت کے ساتھ کامل وفا اور محبت کا تعلق قائم رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں۔ خلافت کے ساتھ ہمارا اور ہماری اولادوں کا رِشتہ ایسا مضبوط ہو کہ اس کے سامنے ہر رشتہ حقیر نظر آئے۔ اِمام وقت کے ساتھ وابستگی میں ہی تمام برکتیں ہیں اور وہی ہمارے لئے ہر قسم کے فتنوں اور اِبتلاؤں میں ڈھال ہے۔ پس آج ہماری ترقی کے لئے، دنیا میں غلبہ کے لئے اَہم اَمر یہ ہے کہ ہم خلافت کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جائیں۔ اور حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ جرمنی کے ایک خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ کا احمدیوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ اُنھیں نہ صرف ہادیٔ کامل حضرت محمد ﷺ کو ماننے کی توفیق عطا ہوئی بلکہ اِس زمانہ کے مسیح موعودؑ کو بھی ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس میں ایک نظام قائم ہے۔ ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں، لیکن۔۔۔ اگر آپ نے اپنے ہاتھ ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے ہمیشہ اس حکم کو یاد رکھیں کہ اس رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔ کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔ یاد رکھیں کہ شیطان راستہ میں بیٹھا ہے۔ ہمیشہ آپ کو ورغلاتا رہے گا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 22 اگست 2003ء نئی مارکیٹ جرمنی منقول از الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 17 اکتوبر 2003ء)

القرآن الکریم

سورۃ النور

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ
لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ
يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۭ وَمَنْ
كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝٥٦

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا
الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝٥٧

اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ
فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ۝٥٨ ع

ہر گز گمان نہ کر کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ (مومنوں کو) زمین میں بے بس کرتے پھریں گے جبکہ اُن کا ٹھکانا آگ ہے اور بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

ع ۷/۷ ۱۳

قرآن مجید کی تلاوت کے آداب:

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝

(سورۃ الواقعہ آیت ۷۸، ۷۹، ۸۰)

یقیناً یہ ایک عزت والا قرآن ہے۔ ایک چھپی ہوئی کتاب میں محفوظ ہے۔ کوئی اسے چھو نہیں سکتا سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

(سورۃ النحل آیت ۹۹)

پس جب تو قرآن پڑھے تو دھتکارے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ۔

حدیث النبی ﷺ!

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاتم سے پہلے بنی اسرائیل کی سرداری اورحکومت انبیاء کے سپرد ہوتی تھی۔جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا تو اس کا قائم مقائم دوسرا نبی بھیج دیا جاتا جو اپنے احکام جاری کرتا لیکن میرے بعد ایسا کوئی نبی نہیں آئے گا جو اپنے احکام جاری کرے بلکہ میرے بعد میرے ہی احکام کی پیروی کرنے والے خلفاء ہونگے اور فساد کے زمانہ میں بعض اوقات ایک سے زیادہ لوگ خلافت کا دعویٰ کرنیوالے ہونگے۔صحابہؓ نے عرض کیا ایسی صورت میں آپ ﷺ کا کیا حکم ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا جس کی پہلے بیعت کی جائے۔اس کی بیعت کے عہد کونبھاؤ اور اسے اس کا حق دو۔خود خلفاء اللہ تعالیٰ کے حضور ذمّہ دار ہیں وہ ان سے ان کے فرائض کے متعلق پوچھے گا کہ انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو کس طرح ادا کیا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۷۵۔۴۷۶)

کلام الامام!

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین وآسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔خدا اس مذہب اور سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔یہاں تک قیامت آجائے گی۔اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔“

”اگر یہ علماء موجود نہ ہوتے تو اب تک تمام باشندے اس ملک کے جو مسلمان کہلاتے ہیں مجھے قبول کر لیتے۔پس تمام منکروں کا گناہ ان لوگوں کی گردن پر ہے۔یہ لوگ راستبازی کے محل میں نہ آپ داخل ہوتے ہیں نہ کم فہم لوگوں کو داخل ہونے دیتے ہیں۔کیا کیا مکر ہیں جو کر رہے ہیں اور کیا کیا منصوبے ہیں جو اندر ہی اندر ان کے گھروں میں ہو رہے ہیں۔مگر کیا وہ خدا پر غالب آجائیں گے اور کیا وہ اس قادر مطلق کے ارادہ کو روک دیں گے جو تمام نبیوں کے زبانی ظاہر کیا گیا۔وہ اس ملک کے شریر امیروں اور بدقسمت دولتمند دنیاداروں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔مگر خدا کی نظر میں وہ کیا ہیں۔صرف ایک مرے ہوئے کیڑے۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ: ۶۷)

دنیا و آخرت میں حسنہ کی دعا اور رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ کی دعا پڑھنے کی طرف احباب جماعت کو تلقین

یاد رکھیں کہ دعا کی قبولیت کیلئے دعا کو کمال تک پہنچانا ضروری ہے

دین و دنیا اور آخرت کی حسنہ سے خدا تعالیٰ ہمیں نوازے۔ نیکیوں پر قائم اور لغزشوں اور گناہوں کو معاف فرمائے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مارچ 2013ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 8 مارچ 2013ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے خطبہ کے آغاز میں سورۃ البقرہ کی آیات 202 اور 287 کی تلاوت و ترجمہ کے بعد دعا کی حقیقت اور فلسفہ کے بیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کا ایک اقتباس پیش کیا۔ جس میں آپؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اس سے حل مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دعا کو کمال تک پہنچا دے، خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے۔ ایمانی قوت اس کی ترقی پکڑتی ہے اور یقین بڑھتا ہے لیکن جو شخص دعا کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف منہ نہیں کرتا وہ ہمیشہ اندھا رہتا ہے اور اندھا مرتا ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک مخلص صادق کو عین مصیبت کے وقت وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو اسی کا نام حقیقی مراد یابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے۔ فرمایا کہ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ دعا کی قبولیت کی لئے دعا کو کمال تک پہنچانا ضروری ہے۔

حضور انور نے دو قرآنی دعاؤں کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی جو کہ خطبہ کے شروع میں حضور انور نے تلاوت فرمائیں۔ ان میں سے پہلی **رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً**۔۔۔ ہے فرمایا کہ یہ دعا آنحضرت ﷺ بھی پڑھا کرتے تھے اور صحابہؓ کو بھی اس طرف توجہ دلائی۔ فرمایا حضرت مسیح موعودؑ نے بھی خاص طور پر اس دعا کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آجکل کے حالات میں یہ دعا خاص طور پر ہمیں پڑھنی چاہیے۔ فرمایا کہ پس صحیح رنگ میں **رَبَّنَا اٰتِنَا**۔۔۔ کی دعا ہے جو اللہ تعالیٰ قبول فرمالے تو جماعتی بھی اور ذاتی بھی پریشانیوں سے انسان بچ سکتا ہے۔ **فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً** کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ دنیا کا حسنہ یہ ہے کہ جسمانی اور روحانی طور پر ہر ایک بلاء اور گندی زندگی اور ذلت سے محفوظ رہے اور **فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً** میں جو آخرت کا پہلو ہے وہ بھی دنیا کی حسنہ کا ثمرہ ہے۔ درحقیقت جسے خدا دنیا میں صحت، عزت، اولاد اور عافیت دیوے اور عمدہ عمدہ اعمال صالحہ اس کے ہوویں تو امید ہوتی ہے کہ اس کی آخرت بھی اچھی ہوگی۔ فرمایا کہ **وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ** میں دنیا اور آخرت دونوں کے عذاب سے بچنے کے لئے دعا سکھلائی گئی ہے۔ حضور انور نے آگ کے عذاب کی تشریح بیان فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا کہ دوسری دعا جس کی ہمیں بہت ضرورت ہے اور جس کی بڑی اہمیت ہے وہ **رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا**۔۔۔ ہے کہ اے اللہ ہماری غلطیوں پر ہماری پکڑ نہ کر بلکہ ہماری خطاؤں کو معاف فرما اور ان کے بد اثرات سے اور اپنی ناراضگی سے ہمیں بچالے۔ فرمایا کہ لیکن اگر ہم جان بوجھ کر ایک غلط کام کرتے چلے جائیں اور اپنی اصلاح کی کوشش نہ کریں اور پھر یہ دعا بھی مانگتے رہیں تو پھر یہ دعا نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ اور دعا کے ساتھ مذاق بن جائے گا۔ پس دعائیں بہتر نتائج کیلئے ہوتی ہیں نہ کہ خدا تعالیٰ کو آزمانے کی لئے۔ حضور انور نے اس آیت قرآنی کی تفسیر و تشریح بیان فرمائی اور فرمایا کہ اس میں خدا تعالیٰ سے اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا اقرار کرتے ہوئے رحم کی بھیک، عفو اور بخشش طلب کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور التجا ہے کہ اے خدا تو ہم پر اپنی خاص نظر ڈالتے ہوئے ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما اور تیرے نام اور دین کو ہم دنیا میں پھیلانے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر دعاؤں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا **رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ**۔۔۔ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ ہماری مدد فرمائے۔ ہم پر رحم فرمائے دنیا و آخرت کے حسنہ سے ہمیں نوازتا رہے۔ فرمایا کہ یہ دعا بھی آجکل بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ مجھے بھی اس دعا کی طرف خاص توجہ دلائی گئی ہے۔ اس لئے یہ دعا خاص طور پر ہر احمدی کو پڑھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ دین و دنیا اور آخرت کی حسنہ سے ہمیں نوازے۔ نیکیوں پر قائم فرمائے۔ لغزشوں اور گناہوں کو معاف فرمائے اور آئندہ ان سے ہمیشہ بچائے۔ پاکستان کے احمدی بھی خاص پر اپنے جائزے لیتے ہوئے اس طرف توجہ دیں۔ اپنی نمازوں میں ان دعاؤں کو خاص جگہ دیں اور ہر احمدی دعاؤں کی وہ روح اپنے اندر پیدا کرے جو دعا کو کمال تک پہنچا دے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور انور نے آخر پر مکرم مبشر احمد عباسی صاحب آف کراچی کی شہادت اور مکرم ڈاکٹر سید سلطان محمود شاہد صاحب کی وفات پر دونوں مرحومین کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا بھی اعلان فرمایا۔

خلافت سے وابستگی کی برکات

تحریر کردہ امتہ النور منعم مجلس سٹونز

خلیفہ وقت سے دلی وابستگی کی اہمیت کے سلسلے میں رسولِ کریم ﷺ کی یہ تاکیدی حدیث ہمیشہ مدنظر رہنی چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ حدیث (مسند احمد بن حنبل حدیث 2233) سے لی گئی ہے

فان راء یت یومئذ خلیفة الله فی الارض فالزمه و ان نهک جسمک و اخذ مالک

اگر تم دیکھو کہ اللہ کا خلیفہ زمین میں موجود ہے تو اس سے وابستہ ہو جاؤ اگر چہ تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ خلافت ہی درحقیقت دنیا میں سب سے بڑا اور قیمتی خزانہ ہے۔ جان اور مال سے بڑھ کر قیمتی دولت ہے۔ پس جب یہ دولت کسی جماعت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو تو اس سے چمٹ جانا اور ہر حالت میں چمٹے رہنا ہی زندگی اور بقا کی ضمانت ہے۔ بارش کے قطرے تو شائد گنے جا سکیں مگر خلافت سے وابستگی کی برکات نہیں گنی جا سکتیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے خلیفہ کی نہ صرف دعائیں سنتا ہے بلکہ اس کی ہر بات کو پورا کرنے کا نشان بھی دکھاتا ہے۔

ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کے نام اپنے ایک پیغام میں فرماتے ہیں:

''یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔ اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔ پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفہ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفہ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم اور خلیفہ وقت کی خشنودی آپ کا مطمع نظر ہو جائے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانے کا واقعہ ہے۔ چوہدری حاکم دین صاحب بورڈنگ کے ایک ملازم تھے۔ ان کی بیوی، پہلے بچے کی ولادت کے وقت بہت تکلیف میں تھی۔ اس کربناک حالت میں رات کے بارہ بجے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دروازہ پر حاضر ہوئے۔ دروازہ پر دستک دی۔ آواز سنکر پوچھا کون ہے؟ اجازت ملنے پر اندر جا کر زچگی کی تکلیف کا ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی۔ حضور فوراً اٹھے، اندر سے جا کر ایک کھجور لے کر آئے اور اس پر دعا کر کے انہیں دی اور فرمایا۔ ''یہ اپنی بیوی کو کھلا دیں اور جب بچہ ہو جائے تو مجھے بھی اطلاع دیں۔''

چوہدری حاکم دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں واپس آیا کھجور بیوی کو کھلا دی اور تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچی کی ولادت ہوئی۔ رات بہت دیر ہو چکی تھی میں نے خیال کیا کہ اتنی رات گئے دوبارہ حضور کو اس اطلاع کے لئے جگانا مناسب نہیں۔ نماز فجر میں حاضر ہو کر میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھجور کھلانے کے جلد بعد بچی پیدا ہو گئی تھی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جو فرمایا وہ سننے اور یاد رکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ دلگداز الفاظ طبیعت میں رقت پیدا کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا! ''میاں حاکم دین! تم نے اپنی بیوی کو کھجور کھلا دی اور تمہاری بچی پیدا ہو گئی۔ اور پھر تم اور تمہاری بیوی آرام سے سو گئے۔ مجھے بھی اطلاع کر دیتے تو میں بھی آرام سے سو رہتا۔ میں تو ساری رات جاگتا رہا اور تمہاری بیوی کے لئے دعا کرتا رہا۔'' چوہدری حاکم دین صاحب نے یہ واقعہ بیان کیا اور بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے۔ ''کہاں چپڑاسی حاکم دین اور کہاں نورالدین اعظم''

(مبشرین احمد صفحہ 38 نیز اصحاب احمد جلد 8 صفحہ 72-71)

محترمہ سدرہ نواز صاحبہ تھونس برگ ناروے سے تحریر کرتی ہیں:۔

'' ہم odda میں رہتے تھے اور ہماری صرف یہ خواہش تھی کہ ہم نے جماعت کے پاس جانا ہے، شوہر کے پاس وہاں اچھی جاب بھی تھی لیکن ہم حضور کو باقاعدگی سے دعا کا خط لکھتے رہے کہ ہماری خواہش کے مطابق سارے کام آسان ہو جائیں۔ حضور کی دعاؤں سے ہم دونوں کو VestfoldHorten میں پہلے سے زیادہ اچھی jobs مل گئی اور گھر بھی مل گیا، اب ہماری مقامی جماعت بھی پاس ہے اور مرکز بھی قریب

ہے، ہم اسے خلافت کی برکت سمجھتے ہیں۔ الحمد للہ۔''

محترمہ عابدہ سلطانہ تھونس برگ ناروے سے لکھتی ہیں:۔

''میرا بیٹا سارب احمد سات سال کا تھا تو swimming سیکھنی شروع کی تھی لیکن کوشش کے باوجود تیرنا نہیں آتا تھا، حضور کو جس دن دعا کے لئے خط لکھا اس دن کے بعد سے خدا نے ایسا فضل فرمایا کہ swimming بھی آ گئی اور ہم سب کے دل میں خلافت کی اہمیت بھی تازہ ہوگئی۔''

محترمہ نصرت یاسمین صاحبہ تھونس برگ ناروے سے تحریر کرتی ہیں:۔

''اکتوبر 2008 میں مجھے ہارٹ اٹیک ہوا۔ تھونس برگ سے Rikshospital تک ایمبولینس میں 26 منٹ میں لے کر گئے، شدید تکلیف کی وجہ سے سانس لینا بھی دشوار تھا۔ ہاسپٹل پہنچ کر دل کچھ دیر کے لئے بند ہوگیا جو کہ شاق لگانے کی وجہ سے دوبارہ چلنے لگا۔ حضور انور اس وقت جرمن مسجد برلن کا افتتاح کر رہے تھے بذریعہ فون پرائیویٹ سیکرٹری کو حضور کی خدمت میں دعا کے لئے کہا گیا، حضور نے دعا کی، خدا نے معجزانہ طور پر نئی زندگی عطا فرمائی۔ ڈاکٹرز نے یادداشت متاثر ہونے کا خدشہ ظاہر کیا لیکن خدا کے فضل اور حضور کی دعا سے یہ مشکل بھی آسان ہوگئی۔ یہ خلافت کا بابرکت سایہ ہی ہے جو ہم سب پر سایہ فگن ہے۔ خدا تعالیٰ حضور کی ساری دعائیں قبول فرمائے آمین۔''

عابدہ نسیم کریستیائن ساند ناروے سے لکھتی ہیں۔ ''کہ ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمارا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔ خلافت کی برکت کا ایک واقعہ بیان کرتی ہوں۔ خلیفۃ المسیح رابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور کی بات ہے کہ آپؒ ناروے کے دورہ پر تشریف لائے تھے۔ بہت خوشی کا موقع تھا اور ملنے کو دل بہت بے چین تھا حضورؒ سے ملنے کی شدید خواہش تھی لیکن اپنا کاروبار ہونے کی وجہ سے جانے کا کوئی چانس نظر نہیں آ رہا تھا۔ دوکان بند کرنے سے کافی نقصان ہو رہا تھا بل ادا کرنے والے تھے۔ لیکن بہت دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے اور اس کی مدد سے ہم نے اوسلو جانے کا پروگرام بنا لیا سوچا جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ حضور انور سے ملاقات ہوئی دعا کی درخواست کی۔

''حضور انور نے دعا کی اور فرمایا اللہ فضل کریگا'' اتوار کی رات کو اوسلو سے کرستیائن ساند واپس پہنچے۔ پیر کی صبح جب ڈاک دیکھی تو ہمیں جتنی رقم چاہئے تھی اس سے بڑھ کر ہمیں رقم مل گئی۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ خلیفۃ المسیحؑ کی دعاؤں سے ہماری مشکل آسان ہوگئی۔ یہ تھی خلافت سے وابستہ ہونے کی برکت۔ اس سے ہمارے ایمان میں مزید ترقی ہوئی۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولادوں کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے اس کی برکات سے نوازتا رہے۔ آمین۔''

محترمہ شاذیہ نعیم صاحبہ تھوئین ناروے سے لکھتی ہیں:۔

''میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے والدین، بہن اور چھوٹے بھائی کے ویزہ کے لئے جب اُن کا کیس خارج ہوا تھا بہت پریشانی میں دُعا کا خط لکھا تھا۔ جس دن میرے والدین کا کیس خارج ہوا یہ پہلا negativ تھا مگر میرے دل کی کیفیت اور حال جس میں مَیں نے خلیفہ وقت کو خط لکھا میں یا میرا خدا جانتا ہے لیکن خط لکھتے ہی میرے دل کو خدا نے جو سکون بخشا مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے اور اُسکے بعد میں ہر ایک کو کہتی تھی کہ میرے والدین کو ناروے میں ویزہ ضرور ملے گا خیر حضور انور نے میرے خط کا جواب دیا جس کے یہ الفاظ تھے" کہ خدا آپ کی سب مشکلیں آسان کر دے گا" دل کو اور سکون ہو گیا اور خط لکھنے کے ایک ماہ بعد ہی میرے والدین، بہن اور چھوٹے بھائی کو ویزہ مل گیا۔''

محترمہ شمع راحیلہ صاحبہ تھوئین ناروے سے تحریر کرتی ہیں۔

''یہ 2004 کا واقعہ ہے جب میں اپنے میکے گوجرانوالہ (پاکستان) گئی ہوئی تھی میرے واپس آنے میں صرف ایک ہفتہ رہتا تھا اچانک دروازے پر دستک ہوئی میرے بڑے بھائی جو کہ پاکستان میں ہی مقیم تھے اور اب بھی وہاں ہی رہتے ہیں دروازہ کھولنے گئے جہاں پر کچھ نامعلوم شخصیات نے انھیں اغوا کرلیا اور فون پر ایک کروڑ کا مطالبہ کیا اتنی بڑی رقم کا بندوبست کرنا اور وہ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ اگر ہمیں پیسے نہ ملے تو ہمیں تنظیم والے بندہ مارنے پر بھی ایک کروڑ کی رقم دیں گے میرے دو بھائی کینڈا میں مقیم ہیں ایک بھائی سنتے ہی پاکستان کے لئے روانہ ہوئے اور ساتھ ہی انھوں نے کینڈا کے امیر جماعت نسیم مہدی صاحب کو دُعا کی درخواست کے لئے کہا

اُس وقت حضور انور مختلف ممالک کے دورہ جات پر تھے نسیم مہدی صاحب کا فون ہمارے گھر آیا اور فون میں نے ہی اُٹھایا جس پر انھوں نے بتایا کہ میں نے حضور انور کی خدمت میں دُعا کا خط لکھا تھا جس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ آپ کا خط مجھے سفر کے دوران ملا میں نے دُعا کی ہے اور حضور انور نے یہ الفاظ کہے ہیں **"اُنھیں کچھ نہیں ہوگا وہ خیریت سے گھر آئیں گے"**۔ اُن کے فون کے ساتھ ہی ہم سب کو بہت سکون ملا۔ ہم رقم پہنچا چکے تھے لیکن بھائی کو انھوں نے ابھی تک گھر نہیں بھجوایا تھا۔ جس روز میری واپسی کی فلائٹ تھی یہ بدھ کا دن تھا اور میں نے سیٹ آگے کروالی تھی بھائی کا ٹیلی فون آیا کہ میں منڈی بھاول دین میں موجود ہوں مجھے آکر لے جائیں جب بھائی گھر آئے تو انھوں نے بتایا کہ پیسے لے کر بھی اُن کا خیال تھا کہ وہ مجھے ماردیں گے اور اُن میں سے ہی ایک شخص نے کہا کہ ان سب کا ارادہ ہے کہ تمھیں پیسے لینے کہ بعد مار دیا جائے مگر تم فکر نہ کرو میں تمھیں ضرور یہاں سے صحیح سلامت نکال دوں گا اور اسی طرح کیا اور انھوں نے بھائی کو منڈی بھاول دین کے بس اسٹاپ پر بیہوش کر کے چھوڑ دیا جب بھائی کی آنکھ کُھلی تو انھوں نے گھر فون کر کے ہمیں بُلایا۔ خدا کے محض فضل اور حضور انور کی دُعاؤں سے خدا تعالیٰ نے ہمارے بھائی کو صحیح سلامت گھر بھجوایا کافی عرصہ تک میری پوری فیملی اس واقعہ کو بُھلا نہ سکی۔''

مجلس کلوفتہ ناروے سے ایک ممبر لکھتی ہیں:

''حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ پاکستان میں ۱۹۸۲ء کو ہماری جماعت کے خلیفہ بنے۔ اس وقت پاکستان میں جنزل ضیاء الحق کی حکومت تھی۔ احمدی جماعت پر بہت پابندیاں عائد ہونے لگیں تو ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو پاکستان سے ہجرت کر کے لندن آنا پڑا۔ ۱۹۹۲ء میں جمعہ کی نماز پڑھ کر آئی تو میں سخت افسردہ ہو رہی تھی کہ اب ہم اپنے حضور کو نہ دیکھ سکیں گے اور نہ ہی ملاقات کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے رات میں مجھے خواب میں دکھایا کہ ایک بہت بڑا مجمع میں ہمارے پیارے **حضور خطاب فرما رہے ہیں** اور بعد میں میری حضور سے ملاقات بھی ہوئی ہے۔ ملاقات کے بعد میں باہر آتی ہوں تو دو خدام ہاتھ میں چائے لے کر کھڑے ہیں اور چائے کے لئے پوچھ رہے ہیں اور ہر طرف گہما گہمی ہے۔ اس خواب کو خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں پورا کیا کہ اسی سال ناروے سے میرے لئے رشتہ آیا اور شادی بھی ہوگئی اس کے بعد ویزہ ملنے پر ۲۹ جون ۱۹۹۳ء میں مَیں ناروے آگئی۔ میرے پہنچنے کے ایک دن بعد ۳۰ جون کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ناروے کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ اور جلسے کے دنوں میں ہو بہو وہی منظر مجھے دیکھنے کو ملا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ ویسے ہی حضور کا خطاب سنا۔ ملاقات کی۔ اور جب باہر آئی تو دو خدام نے چائے کے لئے پوچھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے کہ اُس نے میری وہ دل کی تڑپ ختم کی جو حضور کی پاکستان سے ہجرت کے وقت میرے دل میں پیدا ہوئی تھی۔''

محترمہ سیدہ بُشریٰ خالد صاحبہ تحریر کرتی ہیں۔

''امی جان کو جوانی میں دو بچوں کے بعد ٹی بی ہوگئی۔ اس وقت یہ مرض لا علاج تھا۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ ابا جان بلا ناغہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں دعا کا خط لکھتے۔ امی جان نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک خط آیا ہے جسے امی جان نے ہاتھ بڑھا کے پکڑ لیا۔ اس پہ لکھا تھا **جا تجھے شفا ہوگی**۔ دوسری طرف حضور مسلسل تسلی دے رہے تھے۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ بیماری رک گئی اور واپس جانے لگی۔ ڈاکٹر پریشان تھے کہ کیا ہو رہا ہے۔ ابا جان نے بتایا کہ ہمارے پاس ایسا علاج اور وجود ہے جس کی دعا رد نہیں ہوتی۔ اللہ نے حضور کی دعاؤں سے نہ صرف مکمل شفاء دی بلکہ فعال عمر بھی عطا کی۔''

''میری امی جان کی شدید خواہش تھی کہ اس دفعہ اللہ ان کو چار بیٹوں کے بعد بیٹی عطا کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی گئی۔ ایک عورت نے امی جان کو آ کے خواب سنائی کہ آپ کے گھر بیٹی پیدا ہوئی ہے اور اس کا نام خواب میں بشریٰ بتایا گیا ہے۔ اللہ نے خلیفہ وقت کی دعا کو سنا اور بیٹی سے نوازا۔ ابا جان نے کہا کہ خواب کے دوسرے پہلو کو بھی پورا کرتے ہوئے اس کا نام بشریٰ رکھ دیں۔ دادی جان نے کہا کہ یہ نام ہمارے خاندان میں بہت ہے۔ یہ نام نہیں رکھنا۔ ابا جان اپنی والدہ کے

آگے خاموش ہو گئے، کہنے لگے حضور کو خط لکھ دیتے ہیں جو حضور نام لکھیں گے وہی رکھیں گے۔حضور کو بچی کی پیدائش اور نام کی درخواست کا لکھا ۔خواب کا ذکر نہیں کیا۔اللہ کی شان کہ حضور نے دعا کے ساتھ فرمایا کہ اس کا **نام سیدہ بشریٰ رکھ لیں**۔ابا جان کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور دادی جان کا دل مطمئن ہو گیا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ اور خلیفہ کی بات ایک ہوتی ہے۔''

''میری عمر 19,20 سال کی ہوگی تو اللہ نے دکھایا کہ درختوں کے بیچ میں سے سورج طلوع ہوا جس پہ لکھا تھا The new sun۔میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں خواب لکھ دی۔آپ نے جواب میں لکھا کہ **بہت مبارک خواب ہے**،اللہ آپ کو جماعت کی خدمت کی توفیق عطا کرے گا۔وہ دن اور آج کے دن تک اللہ نے اپنے خلیفہ کی بات کو خوب نبھایا اور محض اپنے فضل سے یہ انعام عطا کیا۔''

''جب 2003ء میں ہم ناروے شفٹ ہوئے تو مکان خریدتے وقت قرضہ کا مسئلہ تھا۔قرض دو ملین ملا تھا،اس قیمت میں کوئی گھر نہیں مل رہا تھا۔میں نے کثرت سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کے لیے خط لکھے۔آپ نے فرمایا، **اللہ ضرور اپنا فضل کرے گا**۔میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور نے فرمایا کہ کیوں پریشان ہو،اللہ اس بات پہ قادر ہے کہ وہ تین ملین کا گھر دے دے۔ساتھ پیپر پہ سائن کر کے مجھے پکڑا دیے۔دو ھفتوں کے اندر اللہ نے فضل کرتے ہوئے ایسا گھر دیا جس کے ساتھ ایک حصہ کرائے پر دینے کی سہولت تھی۔مزید قرضہ بھی مل گیا اور ٹھیک تین ملین میں اللہ نے گھر عطا کیا اور خلیفہ وقت کی بات حرف بہ حرف پوری ہوئی۔''

خدا تعالیٰ ہمیں خلافت کی اہمیّت کو سمجھنے اور اس کی برکات سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ہفت روزہ لاہور 17 اپریل 2013ء

حاشیے کے اوپر دیئے گئے اقوال خلفائے راشدین رضوان اللہ علیھم کے ھیں۔

خلافت دائمی ہو گی

خلافت کی محبت میں دلوں کو یوں فنا رکھنا
کوئی مسلک اگر رکھنا تو تسلیم و رضا رکھنا

سَمِعْنَا اور اَطَعْنَا میں چھپی روح خلافت ہے
یہ نکتہ بھول مت جانا اسے دل میں بسا رکھنا

بہت سے ابتلا آئیں گے ہمت ہار مت دینا
سدا باحوصلہ رہنا سدا خوئے وفا رکھنا

خدا کے فضل واحساں سے بہاریں اَن گنت آئیں
بہاریں اَن گنت آئیں گی دروازہ کھلا رکھنا

یہ لعلِ بے بہا ہے گوہر نایاب ہے پیارو
خلافت کی حفاظت اپنی جانوں سے سِوا رکھنا

اگر منصب خلافت کا کبھی قربانیاں مانگے
تو جان و مال، وقت، اولاد، ہر شئے کو فنا رکھنا

یہ راہِ عشق ہے اہل یقیں کی رہ گزر ہے یہ
نہ دل میں وسوسہ رکھنا، نہ لب پہ چوں چرا رکھنا

شہادت وہ عمل ہے جب بھی اقرار وفا باندھو
فقط لفظی شہادت پر نہ ہرگز اِکتفا رکھنا

جو اقرار بیعت باندھا ہے یوں اس کو نبھانا ہے
جلا کر کشتیاں ساری خدا کا آسرا رکھنا

خدا کے در پہ رونا گڑگڑانا عاجزی کرنا
کسی انسان کے آگے نہ دستِ التجا رکھنا

تمہاری راہ میں حائل نہ ہوں کمزوریاں اپنی
سو استغفار سے دن رات ہونٹوں کو سجا رکھنا

یہ تیر بے خطا ہے نسخہ اکسیر ہے پیارو
خدا کے در پہ پھلائے ہوئے دستِ دعا رکھنا

اگر تقویٰ پہ عرشی مرد و زن قائم رہے دائم
خلافت دائمی ہوگی، سو خود کو پارسا رکھنا

(ارشاد عرشی ملک ۔پاکستان)

کچھ یادیں کچھ باتیں

(محترمہ صاحبزادی امتہ المتین صاحبہ کے قلم سے)

(دوسری قسط)

۱۹۔قادیان میں میں بہت چھوٹی تھی کہ کسی کو باتیں کرتے میں نے سنا کہ ہماری ایک بہن نے میچنگ ڈوپٹہ نہ ہونے کی وجہ سے کسی اپنوں میں سے ہی کسی کا ملتا جلتا ڈوپٹہ اوڑھ لیا۔جس پر ابا جان نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس وقت اتنا بچپن تھا کہ میں حیران ہوئی بلکہ بعد میں بھی جب اس بات کا خیال آتا ہے تو حیران ہوتی تھی۔جب ذرا سی بڑی ہوئی پارٹیشن کے بعد (پوری سمجھداری کی عمر بھی نہیں تھی) تو خیال آیا کہ یہ قناعت کی طرف اشارہ ہے۔ذرا اور بڑی ہوئی تو پوری طرح یہ بات دل میں گڑھ گئی کہ یہ یقینی قناعت کے طرف اشارہ ہے۔اس لئے امی بھی اگر کبھی کہتی تھیں کہ تمہارے اس جوڑے کے ساتھ میرا فلاں سویٹر ملتا ہے پہن لو تو میں بھی یہی جواب دیتی تھی کہ نہیں جو آپ اپنی استعمال شدہ چیز یا نئی مستقل اپنے ہاتھ سے دیں گی وہ لوں گی ورنہ پہننے کے لئے نہیں۔

۲۰۔جب پکے مکان بن گئے،قصر خلافت بن گیا،ہم شفٹ ہوگئے ابا جان اپنے پیسے اور چیک بک امی کے پاس رکھواتے تھے۔جب کبھی امی لاہور ابو کی میٹنگ کے لئے یا ڈاکٹر کو دکھانے جاتی تھیں تو پیسے مجھے دیتے تھے کہ تم سنبھالو۔اتنی بڑی رقم دیکھ کر میں سخت گھبراتی تھی۔میں کہتی ابا جان کسی اور کے پاس رکھوا دیں۔کہتے تھے نہیں تمہارے پاس ہی رکھوانے ہیں۔تمہیں ذمہ داری کی عادت پڑے گی۔میں سخت گھبراتی تھی میری الماری کو سرخ رنگ کا چھوٹا سا تالا لگا ہوتا تھا اس میں رقم رکھ کر سامنے کرسی پر بیٹھ کر پہریداری کیا کرتی تھی۔جب امی واپس آتیں تو جان میں جان آتی۔

۲۱۔ابا جان جب کبھی سفر میں جاتے تو خالی ہاتھ نہیں آتے تھے چاہے چھوٹا سا ہی تحفہ ہو۔۱۹۵۳ء میں عدالتی بیانات کے سلسلہ میں۔ایک بار میں ساتھ نہیں گئی تو کسی سے منگوا کر میرے لئے سبز رنگ کی چوڑیاں لائے۔جواب تک میرے پاس ہیں،بہت سی ٹوٹ گئیں لیکن ابھی بھی کافی ہیں۔

۲۲۔ابا جان کو مہندی بہت پسند تھی۔میں اکثر اپنی ماؤں کے مہندی لگے ہاتھ ہی دیکھے۔اس طرح ابا جان کو ناک چھدوانا پسند نہیں تھا۔اس لئے اپنی بیویوں کو ناک میں کچھ پہننے نہیں دیتے تھے یا اپنی پسند یا ناپسند کا اظہار کردیا تھا جو وہ نہیں پہنتی تھیں۔حالانکہ ناک میں سوراخ موجود تھے مگر اپنی کسی بیٹی یا بہو کو منع نہیں کیا کیونکہ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں تھا۔یہ آپس میں میاں بیوی کا معاملہ تھا۔

۲۳۔ابا جان کبھی کبھی بیویوں اور بیٹیوں میں کھانا پکانے کا مقابلہ کروا دیا کرتے تھے۔پارٹیشن سے پہلے مجھے یاد ہے ہم ڈلہوزی میں راشمنی کوٹھی میں ٹھہرے ہوئے تھے تو وہاں مقابلہ کروایا تھا۔غالباً امی جان ہماری بڑی والدہ فرسٹ آئیں تھیں۔اسی طرح ربوہ میں امی اور ابا جان نے ساؤس (sauce) بنانے کا مقابلہ کیا۔جب کھانے کے لئے بیٹھے تو امی نے کہا کہ میری ساس زیادہ اچھی ہے ابا جان نے کہا یقیناً تمہاری ساس زیادہ اچھی ہے۔امی نے پھر کہا میری ساس آپ کی ساس سے زیادہ اچھی ہے۔ابا جان نے کہا میں مانتا ہوں تمہاری ساس میری ساس سے زیادہ اچھی ہے۔تیسری بار امی نے کہا میری ساس بہت زیادہ اچھی ہے ابا جان نے کہا اس میں کوئی شک نہیں تمہاری ساس ساری دنیا کی ساسوں سے زیادہ اچھی ہے۔اس پر میں بے اختیار ہنس پڑی ابا جان بھی مسکرا رہے تھے امی بھی سمجھ گئیں کہ ابا جان کا کیا مطلب ہے۔

۲۴۔ربوہ کچے مکانوں میں ابا جان شکار کا لباس پہن کر شکار پر گئے (وہ آخری مرتبہ تھی جب شکار پر گئے) امی کی باری تھی کہہ کر گئے شام سات بجے تک آجاؤں گا غالباً سرگودھا کی طرف کسی جگہ گئے تھے آٹھ بج گئے، پھر نو،اور پھر دس،پھر گیارہ میرا نیند اور بھوک سے برا حال تھا مگر امی کا کہنا تھا کہ ابا جان جب واپس آئیں گے تو کھانا ملے گا۔میں دسترخوان پر بیٹھی نیند سے جھوم رہی تھی تقریباً رات ساڑھے گیارہ بارہ کے قریب آئے تو میری حالت دیکھ کر کہنے لگے۔یہ بچی ہے اسے کھانا دے دینا تھا اس نے صبح سکول

بھی جانا ہے۔ابا جان یہی پسند فرماتے تھے کہ بچے ماں باپ کے ساتھ مل کرکھانا کھائیں اور ابا جان کے ساتھ ہماری تربیت کا دراصل یہی وقت ہوتا تھا۔

۲۵۔ربوہ کچے مکانوں میں ہی ایک دن سب گھر والوں کو بلایا وہاں دیکھا کہ میزوں پر برف کی سلوں میں گنڈیریاں بھری ہوئیں تھیں۔سب کو کہا کہ اسے کھاؤ تم سب کے لئے بنوائیں ہیں۔

۲۶۔میری آنکھیں بھوری ہیں بچپن سے ہی اکثر لوگ مجھے بلی کہہ کر چھیڑتے تھے۔جب کوئی میری طرف ذرا بھی غور سے دیکھتا میں یکلخت نروس ہو جاتی۔ایک دن اسی طرح کسی نے مجھے چھیڑا میں ابا جان کے پاس گئی غالباً کراچی کی بات ہے۔میں رو پڑی میں نے ابا جان کو کہا میری آنکھیں بھوری ہیں سب مجھے چھیڑتے ہیں۔مجھے بہت دلاسا دیا اور کہا بھوری اور کالی سے کچھ نہیں ہوتا۔آنکھوں میں چمک ہونی چاہئے اور تمہاری آنکھوں بہت چمک ہے۔

۲۷۔اسی طرح بعض لوگ مجھے چھیڑتے تھے کہ میرے ہونٹ موٹے ہیں۔میں نے ابا جان کو کہا لوگ مجھے چھیڑتے ہیں کہنے لگے مجھے تو موٹے ہونٹ پسند ہیں باریک سخت ناپسند ہیں یہ بھی ایک دلجوئی کا انداز تھا۔

۲۸۔ابا جان ہمیشہ نظر نیچی رکھتے تھے لگتا تھا آنکھیں آدھی بند ہیں اس میں بھی نامناسب بات اور نامناسب لباس کا فوراً پتا چل جاتا تھا۔کہتے تھے شریعت کے مطابق ہر فیشن کرو مگر جس چیز کی شریعت اجازت نہیں دیتی وہ نہیں کرنا۔اتنی اونچی قمیض نہ ہو کہ ستر پوشی نہ ہو سکے۔میری شادی سے پہلے بہت لمبی قمیضوں اور بڑے بڑے پائنچوں کی شلواروں کا رواج تھا۔میں بھی ویسا پہنتی تو کبھی منع نہیں کیا بلکہ مذاق کرتے تھے کہ فلاں کی اماں لگ رہی ہو ہاں بڑے گلے سخت ناپسند تھے کہتے تھے کہ اس میں ستر پوشی نہیں ہوتی۔

۲۹۔ ہم کبھی لاہور،کوئٹہ یا کراچی جاتے تھے تو جیب خرچ کے علاوہ وہاں خرچ کرنے کے الگ پیسے دیتے۔لاہور میں دیتے تو کہتے یہ لاہوری ہے کوئٹہ میں دیتے تو کہتے کوئٹی ہے کراچی میں کراچی ہے کہتے تھے۔ہم ایک دفعہ کراچی گئے تو مجھے کہا یہ تمہاری کراچی ہے پھر پوچھا کیا لوگی مَیں اس وقت غالباً بارہ سال کی تھی مجھے ساڑھی بہت پسند تھی۔مَیں نے جواب دیا ساڑھی لینی ہے مجھے بہت شوق ہے کہنے لگے مجھے بھی لباس میں تنگ پاجامہ اور ساڑھی زیادہ پسند ہے بس اس بات کا خیال رکھنا کہ بلاؤز چھوٹا نہ ہو کہ پیٹ ننگا ہو اور بازو اتنے لمبے ضرور ہوں کہ کہنیاں ڈھکی ہوئی ہوں۔

۳۰۔کراچی کے ذکر پر یاد آ گیا کہ پارٹیشن سے فوراً بعد ہم کراچی گئے۔غالباً منوڑا جو نیوی کا ہیڈ آفس تھا وہاں انگریزوں کے زمانہ سے یہ حکم چل رہا تھا کہ کوئی کار وہاں نہیں جا سکتی۔اس وقت بھی وہاں زیادہ تر انگریز ہی تھے۔وہاں ایک احمدی افسر تھے انہوں نے ابا جان کو دعوت پر بلایا۔پتہ نہیں کہاں تک اپروچ کی کہ ابا جان کیلئے کار کی اجازت مل گئی۔ہم بڑی بوٹ یا چھوٹی شپ میں منوڑ گئے وہاں پہلی بار کار آئی تھی۔میں امی اور غالباً ہماری بڑی والدہ امی جان بھی تھیں۔

۳۱۔ایک بار ہم غالباً کوئٹہ جا رہے تھے پوری بوگی نہیں مل سکی تھی۔تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے کمرے ملے تھے۔کسی نہ کسی اسٹیشن پر ہمارے کمپارٹمنٹ سے دوسرے کمپارٹمنٹ میں کوئی نہ کوئی پیغام جاتا رہتا تھا مگر ادھر سے کوئی پیغام نہیں آتا تھا میں اس وقت برقعہ نہیں پہنتی تھی (برقعہ میں نے بارہ سال کی ہوتے ہی پہن لیا تھا) ایک اسٹیشن پر گاڑی نے کافی دیر رکنا تھا۔مجھے ابا جان نے کہا جا کر اس کمپارٹمنٹ والوں سے کہو کہ

”کبھی ہم میں تم میں بھی راہ تھی کبھی ہم میں تم میں بھی چاہ تھی
ہمیں یاد ہے سب ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو“

مجھے اس وقت سے یہ شعر یاد ہے۔

۳۲۔جب میری شادی نہیں ہوئی تھی تو ابا جان نے کچھ مکان بنوائے تھے ابھی پورے بچوں کے نہیں بنے تھے جو انہوں نے بچوں کو رہنے کے لئے دئے تھے۔ایک دن مجھے کہا کہ میں فلاں مکان تمہیں دینا چاہتا ہوں اس میں کسی کی رہائش تھی امی نے کہا کہ بیشک اس سے چھوٹا مکان بنا دیں۔میں نہیں چاہتی کہ دلوں میں دڑاڑ پڑے ابا جان نے کہا کہ فلاں وجہ سے میں ایسا کرنا چاہتا ہوں۔امی پھر بھی نہیں مانی تو مجھے کہا کہ تم دیکھ کر تو آؤ (حالانکہ میں نے دیکھا ہوا تھا) ملنے کے بہانے میں اور امی گئیں واپس آ کر میں نے

کہا ابا جان اس کے سب کمروں کے دروازے برآمدہ میں کھلتے ہیں اور میں بہت ڈرپوک ہوں گھر میں صرف ایک اینٹرس کا دروازہ ہو یا زیادہ سے زیادہ دو۔ ہنسے اور کہنے لگے کہ یہ کیا بات ہوئی۔ جب ہم مری گئے ان دنوں ایک سخت فتنہ شروع ہو چکا تھا۔ ہم خیبر لاج میں ٹھہرے بہت بڑی کوٹھی تھی تینوں منزلوں میں اس قدر اندر آنے کے راستے تھے کہ حفاظت مشکل ہوگئی۔ ایک دن میرے سامنے کسی کو کہنے لگے مجھے متین کی بات سمجھ آئی ہے کہ صرف اینٹرس کا ایک دروازہ ہونا چاہئے۔

۳۳۔ سفر میں اکثر لطیفے بھی ہوتے رہتے تھے۔ ایک سٹیشن پر ٹھہرے بہت سے لوگ مرد عورتیں اور بچے ملاقات کیلئے آئے ہوئے تھے۔ ابا جان کھڑکی میں بیٹھے تھے مرد مصافحہ کرتے بیچ میں عورتیں گھس کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیتی تھیں۔ ابا جان کے منہ سے مسلسل یہ الفاظ نکل رہے تھے "ہاتھ سے نہیں منہ سے"۔ اسی طرح ایک سٹیشن پر زیادہ دیر گاڑی کھڑی ہوئی تھی ابا جان نیچے اتر گئے اسی طرح مرد عورتوں اور بچوں کا ہجوم تھا جب کمپارٹمنٹ میں داخل ہوئے تو کہنے لگے میرے کوٹ کی جیب میں کسی عورت نے کیا ڈال دیا ہے۔ میں نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو دیکھا کہ چپچپا ہو رہا ہے جب ابا جان کی جیب دیکھی گئی تو اس میں جلیبیوں کی تھیلی تھی (اسوقت پلاسٹک کے لفافے نہیں ہوتے تھے صرف کاغذ کی تھیلی ہوتی تھی) اس نے کوٹ کی ساری جیب کو شیرے سے خراب کر دیا تھا۔ غالباً دوسرا کوٹ سامان سے نکال کر بدلوایا گیا۔ اور اس کوٹ کی جیب کو وقتی طور پر دھو دیا گیا۔

۳۴۔ ہم کوئٹہ سے سندھ جا رہے تھے حیدرآباد کے اسٹیشن پر ہماری بوگی دوسری ٹرین کے ساتھ لگنی تھی اور کافی دیر ٹھہرنی تھی۔ کراچی کی جماعت حیدرآباد آئی ہوئی تھی۔ وہاں سب سے آگے ایک بزرگ کھڑے ہوئے تھے۔ ابا جان نیچے اترے اور ان کے آگے بالکل بچوں کی طرح سر جھکا دیا۔ انہوں نے دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر ابا جان کا چہرہ پکڑ لیا کبھی سر پر پیار کرتے کبھی ماتھے پر کبھی دونوں گالوں پر ان کی عجیب حالت تھی ابا جان بھی ان کے سامنے بچہ بنے ہوئے تھے بعد میں پتا چلا وہ عرفانی صاحب تھے جو انڈیا سے آئے تھے۔ جب ٹرین چلنے لگی تو انہیں کہا اب تو میں سندھ جا رہا ہوں وہاں سے کراچی آؤں گا انشاءاللہ پھر ملاقات ہوگی۔

۳۵۔ ربوہ قصر خلافت میں ابا جان پیار کر کے شرارت سے اپنی داڑھی میرے چہرے پر رگڑ دیتے تھے۔ میری سکن بہت سینسٹو ہے میں کہتی ابا جان مجھے داڑھی چبھتی ہے کہتے جب بڑے میاں کی داڑھی چبھے گی تو پوچھوں گا۔

۳۶۔ کراچی میں اماں جان کے عزیز ہوتے تھے جن کا تعلق حیدرآباد دکن سے تھا انہوں نے کبھی مخالفت نہیں کی۔ چچا سلیم بیگ، چچا رفیق بیگ اور چچا سلام بیگ (یہ حیدرآباد سندھ میں تھے) ہم کراچی گئے تو ابا جان نے چوہدری عبداللہ خان صاحب کو کہا میں ان سے ملنا چاہتا ہوں ان کا پتہ کروائیں۔ چوہدری صاحب نے ان کا پتہ کروایا اور کہا حضور آئے ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ چچا رفیق بیگ آ گئے مگر چچا سلیم بیگ نے کہا کہ بے شک وہ آپ کی جماعت کے خلیفہ ہیں لیکن میں ان کا چچا ہوں وہ رشتہ میں مجھ سے چھوٹے ہیں پہلے وہ ملنے آئیں پھر چاہے میں روز ان سے ملنے آؤں۔ چوہدری صاحب نے پیغام ابا جان کو دے دیا۔ ابا جان نے کہا بے شک وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں میں پہلے ان سے ملنے جاؤں گا پھر ابا جان امی (امی کا بھی اپنے ابا جان کی طرف سے وہی رشتہ بنتا تھا جو ابا جان کا تھا) اور میں چچا سلیم بیگ، چچا رفیق بیگ کے گھر گئے۔ پھر اکثر وہ لوگ آتے رہے۔ جب تک ابا جان کی بیماری نہیں شروع ہوئی۔ جب ابا جان بیمار ہوئے اور لندن جانے کے لئے کراچی جا کر ٹھہرے تو پھر وہ لوگ خود ہی آتے تھے۔ جب ہم حیدرآباد گئے تو چچا سلام بیگ کو بھی ملنے گئے۔ پھر انہوں نے دعوت پر بھی بلایا۔

۳۷۔ قصرِ خلافت ربوہ میں ایک دن مجھے بلایا اور دو بریف کیس میرے سامنے رکھے (انڈونیشیا سے آئے تھے) ایک سیاہ رنگ کا بڑا بریف کیس جس میں فائلوں وغیرہ کے خانے تھے ایک براؤن چھوٹا بریف کیس کروکوڈائل کی کھال کا بنا ہوا تھا۔ مجھے کہنے لگے ان میں سے ایک اپنے بڑے میاں کے لئے لے لو (میرا رشتہ اس وقت نہیں ہوا تھا) میں نے براؤن پسند کیا تو کہنے لگے کہ میں بھی یہی چاہتا تھا دوسرا مبارک کو دوں گا اس کو فائلیں وغیرہ رکھنے کی سہولت رہے گی۔

۳۸۔قصرِ خلافت ربوہ میں میں جب کالج میں داخل ہوئی تو ابا جان کو کہا مجھے پین چاہیے کہنے لگے یہ رکھے ہیں جو پسند ہے لے لو۔ بہت سارے پین تھے مجھے ایک پسند آیا تو کہنے لگے میرا اس پر ہاتھ چلا ہوا ہے۔مَیں ایک بہت قیمتی پین تمہیں دیتا ہوں۔ پھر اندر سے نکال کر ایک سیاہ رنگ کا کافی موٹا اور لمبا پین دیا اور کہا مَیں نے اس سے تفسیر کبیر لکھی تھی۔ جب ہم یورپ گئے تو سویٹزرلینڈ کی ٹرین میں عین ہمارے سر کے اوپر سے کسی نے کرنسی ڈالر وغیرہ کا سمجھ کر وہ اٹیچی اٹھا لیا۔ جہاں سے وہ اٹیچی اٹھایا گیا وہاں پہلے کرنسی والا اٹیچی بھی تھا۔پتہ نہیں کس طرح ردوبدل ہوئی بہر حال بڑے نقصان سے بچ گئے۔ابا جان شیخ ناصر پر بڑے ناراض ہوئے کہ مَیں نے کہا تھا کہ ہر شخص اپنا اٹیچی اپنے ہاتھ میں رکھے مگر آپ نے اصرار کر کے اوپر رکھوا دیئے کہ یہاں پاکستان کی طرح چوری چکاری نہیں ہوتی۔

۳۹۔قصرِ خلافت میں جب ہم تھیا یک دن وقار عمل تھا ابا جان گئے اور تھوڑی دیر کے بعد آ کر کہنے لگے بس ایک دو تگاریاں اٹھا کر آ گیا ہوں کہ مجھ سے اب ایسا زیادہ کام نہیں ہوتا تم لوگ کرو۔

۴۰۔قصرِ خلافت میں میرے دو رشتے آئے مجھے بلا کر بتایا اور کہا دونوں سے بہت اصرار ہے۔لیکن مجھے معلوم ہے تمہاری ماں کو یہاں رشتہ کرنا پسند نہیں آئے گا اگر تم دونوں میں سے کسی پر راضی ہو تو بتا دو میں تمہاری ماں کو منا لوں گا۔میں نے کہا ابا جان جہاں امی کو پسند نہیں وہاں میں رشتہ نہیں کروں گی۔

(جاری ہے)

”یہ مضمون سووینئیر خلافت جوبلی ۲۰۰۸ء جماعت احمدیہ راولپنڈی سے لیا ہے۔“

لجنات حضور انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کریں۔ جماعت ناروے نے نفلی روزہ کیلئے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔

جزاکم اللہ

استخارہ

رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ○ (القصص:25) ترجمہ: اے میرے ربّ! یقیناً میں ہر اچھی چیز کے لئے، جو تُو میری طرف نازل کرے، ایک فقیر ہوں۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اہم امور میں اِستِخارَہ کا طریق اس طرح سکھایا کرتے تھے جیسے کوئی قرآن کا حصہ سکھا رہے ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ اِستِخارَہ اہل اسلام میں بجائے مَہُورت (یعنی علم نجوم کے مطابق کسی کام کے کرنے کا مبارک وقت) کے ہے چونکہ ہندو شرک وغیرہ کے مرتکب ہو کر شگن وغیرہ کرتے ہیں اس لئے اہل اسلام نے ان کو منع کر کے استخارہ رکھا۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 604)

فرمایا: آج کل اکثر مسلمانوں نے اِستِخارَہ کی سنت کو ترک کر دیا ہے۔حالانکہ آنحضرت ﷺ پیش آمدہ امر میں اِستِخارَہ فرما لیا کرتے تھے۔سلف صالحین کا بھی یہی طریق تھا... لیکن اب مسلمان اُسے بھول گئے حالانکہ اِستِخارَہ سے ایک عقل سلیم عطا ہوتی ہے۔جس کے مطابق کام کرنے سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 230)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم انجام سے بے خبر ہوتے ہیں۔مگر اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب ہے۔اس لئے اول خوب اِستِخارَہ کرو اور خدا سے مدد چاہو۔ (خطبات نور صفحہ 478)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: استخارہ اسلام کے اعلیٰ رکنوں میں سے ایک رکن ہے اور اتنا بڑا رکن ہے کہ ہر ایک مسلمان کے لئے فرض کیا گیا ہے اور بغیر اس کے اس کی عبادت مکمل ہی نہیں ہو سکتی (خطباتِ محمود جلد ۶ صفحہ ۱۴، ۱۵)

فرمایا: استخارہ کے کیا معنی ہیں؟ یہ کہ خدا تعالیٰ سے خیر طلب کرنا اور اللہ تعالیٰ سے یہ چاہنا کہ وہ کام جو میں کرنے لگا ہوں اس کے کرنے کا سیدھا اور محفوظ رستہ دکھایا جائے۔

فرمایا: استخارہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک استخارہ عام ہوتا ہے اور ایک استخارہ خاص۔استخارہ عام پہلے کیا جاتا ہے اور استخارہ خاص بعد میں۔... استخارہ عام یہ ہوتا ہے کہ قطع نظر کسی خاص شخصیت کے دعا کی جائے کہ اے خدا ہمارے لئے ایسا جوڑا مہیا فرما جو جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ ہو۔ دوسرا استخارہ خاص اسوقت کیا جائے جب اس کا موقع آئے اور نام لے کر استخارہ کیا جائے اس طرح استخارہ عام استخارہ خاص کا محافظ ہو جاتا ہے۔ (خطبات محمود جلد ۳ صفحہ ۴۳۵)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: بعض عورتیں اور مرد پانچ گھنٹے، چھ گھنٹے میں استخارہ کر کے جواب دے دیتے ہیں۔اپنی مرضی کے رشتے کروا دیتے ہیں اور اس کے بعد جب رشتے ٹوٹ جاتے ہیں تو کہتے ہیں یہ تمہارا قصور ہے ہمارا استخارہ ٹھیک تھا۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ خود دعائیں نہیں کرتے۔خود توجہ نہیں۔خود نمازوں کی پابندی نہیں اور ایسے لوگوں پر اندھا اعتقاد ہے جنہوں نے کاروبار بنایا ہوا ہے۔ احمدیوں کو اس قسم کی چیزوں سے خاص طور پر بچنا چاہیئے۔ (خطبات مسرور جلد 7 صفحہ 85)

اُوڑھنی والیوں کے لیئے پھول

محترمہ طاہرہ زرتشت صاحبہ مجلس کلوفتہ

جیسا کے آپ جانتے ہیں کہ کتب کے تعارف کا سلسلہ ہم نے شروع کر رکھا ہے تاکہ لجنات کے علم میں اضافہ ہو ایک کتاب ''اُوڑھنی والیوں کے لیئے پھول'' کا تعارف پیش ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنھوں نے لجنہ اِماء اللہ کی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ اُنہوں نے اپنے دورِ خلافت میں مستورات کی تربیت کیلیئے مختلف جلسوں میں تقاریر فرمائیں۔ آپؓ نے اِنہیں رُوحانی عُلُوم سے روشناس کروایا۔ کہیں تربیت پر زور دیا اور کہیں اولاد کی تربیت کے گُر بتائے۔ ان کو جمع کر کے کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔

حضرت سیّدہ مریم صدیقہؓ جو حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیگم تھیں۔ اُنہوں نے بڑی محنت کے ساتھ تمام خطبات و تقاریر کو جمع کیا اور شائع کیا ہے اور یہ تحریک کی ہے کہ مستورات اس کتاب کو خریدیں اور پڑھیں اور حضرت مصلح موعودؓ کی نصائح پر عمل کریں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے مستورات سے جو خطاب 1946ء سے پہلے کیئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ کی مخاطب ایسی خواتین تھیں جو اَن پڑھ تھیں یا پھر واجبی سی تعلیم یافتہ تھیں۔ حضورؓ نے بڑے آسان الفاظ میں بڑے مشکل مضامین کو عورتوں کے لئے واضح کیا۔ ستمبر 1913ء میں حضورؓ نے ماؤں کو تلقین فرمائی کہ ''تُم خود نیک بنو تا کہ تمہارے بچّے نیک بنیں۔'' فرمایا! ''اگر ماں خود نماز نہیں پڑھتی اور نماز کے اوقات کا احترام ملحوظ نہیں رکھتی تو ضرور ہے کہ بیٹا بھی بڑا ہو کر ایسا ہی کرے گا۔'' آپؓ نے ماؤں کو نصیحت کی ''کہ بچّوں کو بے سروپا کہانیاں سنانے کی بجائے مفید اور دیندار بنانے والے قصّے سنایا کریں۔'' فرمایا! ''بچّوں کو کبھی آوارہ نہ پھرنے دو۔ خود نیک بنو اور خدا پرست بنو۔''

لاہور میں حضورؓ نے مستورات کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا! ''عورتیں عورتوں کو تبلیغ کریں۔ خود دین سیکھیں اور دوسروں کو بھی دین سکھائیں۔ قرآن کریم کا علم حاصل کریں۔'' 1917ء میں شملہ کے مقام پر حضورؓ نے مستورات سے وعظ کیا اور فرمایا! ''کہ دین کو اچھی طرح سیکھو۔ یہ نہ سمجھو کہ صرف خاوند ہی مذہب کو سمجھ سکتا ہے بلکہ عورت بھی تقویٰ میں ترقی کر سکتی ہے قرآن کریم میں دو پارسا عورتوں کا ذکر آتا ہے جن میں ایک فرعون کی بیوی ہے۔ قرآن کریم میں بہت اچھے رنگ میں اس کا ذکر ہے۔ دوسری مثال مریم کی ہے جو حضرت عیسیٰؑ کی والدہ تھیں۔ اُس زمانہ میں گمراہی اپنی اِنتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ اُس خاتون نے ایسی پرہیزگاری دِکھائی کہ اس کے بیٹے کو نبوّت عطا ہوئی۔ قرآن کریم بتاتا ہے کہ وہ متّقی اور پرہیزگار عورت تھی۔ اس کے بچّے نے اس سے تقویٰ سیکھا۔'' ''تقویٰ سب نیکیوں کی جڑ ہے۔ حسد، کینہ، لڑائی اور فساد وغیرہ تقویٰ کی خاطر چھوڑنا پڑتا ہے۔ ہر وقت یہ سوچنا چاہیے کہ ہمارے کاموں کا یہ نتیجہ نہ ہو کہ خدا ہم سے ناراض ہو۔'' مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کے متعلق فرمایا ''کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر ایمان رکھنا بہت ضروری ہے۔ جو لوگ اس عقیدہ پر ایمان نہیں رکھتے وہ بڑے بڑے گناہوں پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔''

پھر پاک صاف رہنے پر بہت زور دیا۔ چغلی اور غیبت سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ حضورؓ نے عورتوں کو نصیحت فرمائی کہ اخلاق حسنہ سیکھو! ''چغلی نہ کرو۔ غیبت نہ کرو۔ کسی کی امانت میں خیانت نہ کرو۔ کسی کے لئے دل میں بغض اور کینہ نہ رکھو۔ اگر تمہارے سامنے کوئی عورت کسی دوسری عورت کا عیب بیان کرے تو اسے منع کر دیا جائے۔ کیونکہ چغلی کرنا اتنا بڑا عیب ہے کہ بعض لوگ اس کی وجہ سے جہنّم میں ڈالے جائیں گے۔ چاہیے کہ دوسروں کے عیب نکالنے کی بجائے اپنے عیب تلاش کرو اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرو۔''

اولاد کی تربیت پر آپؓ نے بہت زور دیا اور فرمایا کہ! ''بچّہ ماں کا اثر باپ کی نسبت زیادہ قبول کرتا ہے کیونکہ اس کا زیادہ وقت اپنی ماں کے ساتھ گزرتا ہے فرمایا! کہ اگر اولاد نیک ہو تو سب ماں کی تعریف کرتے ہیں۔ اگر اولاد بد ہو تو تب بھی زیادہ تر ماں پر ہی الزام آتا ہے۔ یہ مت سمجھو کہ تم احمدی ہو گئیں تو کافی ہے۔ بلکہ اولاد کو نیک بنانا بہت ضروری ہے۔ کئی بار ایسا دیکھا گیا کہ مسلمانوں نے عیسائی عورتوں سے شادیاں کیں اور اُن عورتوں نے مردوں

کے مرتے ہی اپنی اولاد کو عیسائی بنا لیا۔ رام پُور کی ریاست سُنیوں میں ایک عورت شیعہ آ گئی جس کی وجہ سے اِس ریاست کی حکومت ہی شیعوں کی ہو گئی۔''

پھر تربیتِ اولاد کی طرف توجّہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں ''کہ مرد اپنی سب سے قیمتی چیز یعنی اولاد عورت کے سپرد کر کے جاتا ہے۔ اگر عورت بچوں کی تربیت سے لاپرواہ ہے تو وہ امانت میں خیانت کرتی ہے۔ اگر کوئی اپنی بیوی کو 200 روپے دیوے تو کیا وہ اس رقم کو گلی کے بچّوں کے سپرد کر دیوے گی؟ تو پھر کیا وجہ ہے کہ اُس چیز کو جو ہیروں اور لعل اور موتیوں سے بھی زیادہ قیمتی ہے وہ محلّے کے آوارہ بچّوں کے سپرد کر دے۔''

لجنہ اِماءِ اللہ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے عورتوں کو علم حاصل کرنے کی طرف توجّہ دلائی اور فرمایا کہ علم دماغی ترقی کا موجب ہوتا ہے۔ آپؓ نے مختلف مذاہب اور مختلف علُوم کی تفصیل بیان فرمائی جو کہ تقریباً 82 علُوم ہیں جن کے متعلق حضورؓ نے ہر ایک کے بارے میں اختصار کے ساتھ بیان فرمایا۔ اِسے پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کو ایک تڑپ تھی اور وہ یہ تھی کہ عورتوں کو ایسے تمام علوم سکھائے جائیں کہ جن سے وہ ایک بہترین قوم تیار کر سکیں۔ دینی علُوم بھی سیکھیں اور دنیاوی علُوم بھی سیکھیں۔ مگر ساتھ ساتھ توجّہ اس بات پر مرکوز رہی کہ عورت کا اصل کام اپنے گھر کی دیکھ بھال ہے اور بچّوں کی پرورش اور اعلیٰ تربیت ہے۔ ایک جگہ لجنہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ خواہ عورت کتنی ہی تعلیم حاصل کر لے اگر وہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت نہیں کرتی اور اپنی نسل کو اپنے سے بہتر حالت میں تیار نہیں کرتی تو ایسی تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں۔ پھر 1922ء میں لجنہ کو بعض ضروری اُمور کی طرف توجّہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ''اس اَمر کی ضرورت ہے کہ تم جماعت کے اِتحاد کو بڑھانے کے لئے ہر وقت کوشاں رہو۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے قرآنِ کریم میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس کیلئے ہر قربانی کے لئے تیار رہو۔ نیز فرمایا! کہ جماعت میں وَحدت کی روح کو قائم رکھنے کے لئے جو بھی خلیفۂ وقت ہو اُس کی تیار کردہ سکیم کے مطابق تمام کاروائیاں ہوں نیز فرمایا اِس اَمر کی ضرورت ہے کہ جب مل کر کام کیا جائے تو ایک دوسرے کی غلطیوں سے چشم پوشی کی جائے اور صبر اور ہمت سے اصلاح کی کوشش کی جائے، نہ کہ ناراضگی اور خفگی سے تفرقہ بڑھایا جائے۔''

عورتوں کا تعلق خدا کے ساتھ:۔

آپ نے اپنی جلسہ سالانہ کی تقریر میں فرمایا!'' کہ عورتوں کا خدا کے ساتھ ایک علیحدہ اور مضبوط تعلق ہونا چاہیئے۔'' اور پھر فرمایا کہ ''عورتوں کی ترقی سے دین کی ترقی ہے اور کوئی دین ترقی نہیں کر سکتا اگر عورتیں ترقی نہ کریں عورتیں کمرے کی چار دیواری میں سے دو دیواریں ہیں۔ اگر کمرے کی یہ دو دیواریں گر جائیں تو کیا کمرے کی چھت کھڑی رہ سکتی ہے؟''

1925ء میں ایک خطاب میں مَہر کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ'' مَہر کیا چیز ہے؟ مہر عورت کی آئندہ زندگی کیلئے ایسے اخراجات پورے کرنے کے لئے ہے جن کا ذکر وہ اپنے خاوند سے بھی نہیں کر سکتی اور اُن اخراجات کو پورا کرنے کیلئے بھی ہے جو اُسے شادی کے بعد پیش آنے والی ضروریات جن کا اُسے خود بھی علم نہیں ہوتا۔ نیز عورتوں کی ایسی ضرورتیں بھی ہوتی ہیں جن کے متعلق وہ خاوندوں سے کہہ تو سکتی ہیں مگر خاوند اپنے بعض حالات کی وجہ سے انہیں پورا کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ مَہر ضرور ادا کرنا چاہیئے۔''

شادی کی رسومات کے متعلق حضرت سیّد محمد اسحاق صاحبؓ کی بیٹی کے نکاح کے موقعہ پر آپؓ نے تقریر فرمائی۔ اس تقریر میں بعض اُصولی باتیں بیان فرمائیں جہیز اور بری کی بدرسوم کی اصلاح کے بارے میں آپؓ نے فرمایا کہ ''اس میں شبہ نہیں کہ جہیز اور بری کی رسم بہت بُری ہیں اسلیئے جتنی جلدی ممکن ہو اُن کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ میں اِس اَمر میں میر صاحب کی کلّی طور پر تائید کرتا ہوں۔ ایسی وباء اور مصیبت جو گھروں کو تباہ کر دیتی ہے اس قابل ہے کہ اسے فی الفور مٹا دیا جائے۔ اچھے اچھے گھرانے اس مرض میں مبتلا ہیں۔''

لڑکی والوں کی طرف سے شادی کے موقعہ پر دعوت کے متعلق حضورؓ نے فرمایا! جہاں تک میں نے غور کیا ہے یہ ایک تکلیف دہ چیز ہے۔ ہاں اگر لڑکی والے بغیر دعوت کے آئے ہوئے مہمانوں کو کچھ کھلا دیں تو یہ ہرگز بدعت

نہیں۔ اگر والدین اپنی مرضی سے کچھ دینا چاہیں تو یہ بدعت نہیں۔

اسی طرح تقدیر کے مسئلہ پر 1930ء میں ایک خطاب میں فرمایا!

''کہ عورتیں جھٹ ہر بات پر ہر کام پر تقدیر کو لے بیٹھتی ہیں کہ خدا کی مرضی تھی اور اپنی کوتاہیاں اور بد انجامیاں ظاہر ہوتی ہیں تو اس کا نام تم تقدیر رکھ دیتی ہو۔ خدا تعالیٰ پر الزام رکھتی ہو اور یہ نہیں سوچتی کہ خدا جو اتنا بڑا زمین و آسمان کا بادشاہ ہے اس کو کیا ضرورت پڑی کہ تم میں سے کسی کو دکھ دے، کسی کو سکھ دے، کسی کو ہنسائے اور کسی کو رُلائے۔ اِس میں اُس کا کیا فائدہ۔ کیا کوئی ماں یہ چاہتی ہے یا پسند کرتی ہے کہ ایک بیٹا جیئے اور ایک مر جائے، ایک اندھا ہو، ایک سوجاکھا ہو، ایک بیمار ہو اور ایک صحت مند۔ یہ جاہلانہ خیال ہے۔ ہماری قوم کی بڑی تباہی یہی تقدیر کا مسئلہ ہے۔ اسی مسئلہ کی طفیل ہماری کوششیں ضائع ہوگئیں اور ہماری محنتیں برباد ہوگئیں۔ خوب یاد رکھو کہ یہ تقدیری مسئلہ بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قانون بنائے ہیں جو اُن پر سیدھے چلے اُنہوں نے کامیابی پائی۔ جو اُلٹے چلے وہ ناکام رہ گئے۔

اِسی طرح حضورؓ نے وصیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا! ''پھر میں توجہ دلاتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ وصیتیں کرو اور کوئی مرد اور عورت ایسا نہ رہے جو موصی نہ ہو۔ اپنے ایمان اور اِخلاص میں ترقی کرو اور نیکی میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔ میں یہ بھی بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اِس تحریک کے چندے کا دوسرے چندوں پر اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ ماہوار چندوں یا وصیّت کے چندوں یا تحریک جدید کے چندوں میں کمی واقع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک حق دبا کر دوسرا حق ادا کرنا کبھی بھی فائدہ کا موجب نہیں ہوتا۔ اس طرح ثواب کم ہو جاتا ہے۔۔۔

(الفضل ۱۶۔اپریل ۱۹۴۷ء)

مری کے مقام پر جون 1956ء میں ایک خطبہ کے دوران احمدی خواتین کیلئے پردے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کو سخت اِنتباہ کیا۔ آپؓ نے فرمایا!

''پس میں اس خطبہ کے ذریعہ ان لوگوں کو جو اپنی بیویوں کو بے پردہ رکھتے ہیں تنبیہ کرتا ہوں اور انہیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ لیکن میں سمجھتا کہ باقی احمدی بھی مجرم ہیں کیونکہ محض اس لئے کہ فلاں صاحب بڑے مالدار ہیں تم ان کے ہاں جاتے ہو۔ ان سے مل کر کھانا کھاتے ہو اور ان سے دوستی اور مُحبت کے تعلقات رکھتے ہو۔ تمہارا تو فرض ہے کہ تم ایسے آدمی کو سلام بھی نہ کرو۔ تب بے شک سمجھا جائے گا کہ تم میں غیرت پائی جاتی ہے اور تم محمد رسول ﷺ کے احکام کی اطاعت کروانا چاہتے ہو۔ لیکن اگر تم ایسے شخص سے مصافحہ کرتے ہو، اس کو سلام کرتے ہو اور اس سے تعلقات رکھتے ہو تو تم بھی ویسے ہی مجرم ہو جیسے وہ ہیں۔ پس آج میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو بے پردہ باہر لے جاتے ہیں اور مکسڈ پارٹیوں میں شمولیت اختیار کرتے ہیں۔ اگر وہ احمدی ہیں تو تمہارا فرض ہے کہ تم ان سے کوئی تعلق نہ رکھو۔ نہ ان سے مصافحہ کرو۔ نہ انہیں سلام کرو۔ نہ ان کی دعوتوں میں جاؤ اور نہ ان کو کبھی دعوت میں بلاؤ۔ تا کہ انہیں محسوس ہو کہ ان کی قوم اس فعل کی وجہ سے انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا وہ پیغام جو آپؓ نے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے اجتماع 1962ء میں باوجود شدید بیماری کے دیا پیش ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ممبرات لجنہ اماء اللہ !!! اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

لجنہ کا اجتماع شروع ہے۔ میں بیماری کی وجہ سے تقریر نہیں کر سکتا۔ لیکن آپ تک یہ پیغام پہنچاتا ہوں کہ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ عورتوں کے بھی فرائض ہوتے ہیں۔ اگلی نسل ان کی تربیت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کوشش کرو کہ اگلی نسل مضبوط ہو۔ اور اسلام کو دنیا میں پھیلائے۔ اس وقت عیسائیت کا غلبہ ہے۔ مگر رسول کریم ﷺ سب سے بڑے نبی اور دنیا کے نجات دہندہ ہیں۔ اس لئے اسلام کو پھیلانے اور رسول کریم ﷺ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کی تمہیں پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے۔ خاکسار:۔ (مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

اس کتاب میں آپ کو وہ تمام راہنمائی حاصل ہوگی جس کی آپ کو ضرورت ہے۔ اس کتاب کو خریدیں اور پڑھیں اور دوسروں کو بھی سنائیں تا کہ ہم سب استفادہ کر سکیں۔ وہ انسان جس کے ارشادات اس کتاب میں اکٹھے کیے گئے ہیں۔ احمدی خواتین کا بہت بڑا محسن تھا۔

اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
مِلّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے (آمین)

بدرسومات سے اجتناب:

محترمہ بلقیس اختر مجلس تھوئین

سب سے پہلے تو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ رسم کیا ہوتی ہے اور کون کون سی ہیں؟ کیا ان رسموں کا کوئی فائدہ ہے؟ کیا ان رسموں کے متعلق قرآن کریم میں کچھ بیان ہوا ہے؟ کیا آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں کسی رسم کو اپنایا؟ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے ان رسومات کے متعلق کچھ فرمایا؟ بدعت کیا ہے؟ سنت اور بدعت میں کیا فرق ہے؟ خلفاء کی اس بارے میں کیا نصائح ہیں؟ خدا تعالیٰ کا بے انتہا فضل ہے کہ ہماری جماعت میں ان رسومات سے پرہیز کیا جاتا ہے لیکن پھر بھی کہیں نہ کہیں انسان اپنے ماحول سے متاثر ہو ہی جاتا ہے اس لئے اس مضمون کو لکھنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔

''رسم اس کام کو کہتے ہیں جس کا اسلام میں کہیں کوئی وجود نہیں بلکہ یہ وہ کام ہیں جو نسل درنسل چلتے چلتے بعض خاندانوں میں اس طرح رواج پا جاتے ہیں کہ پھر اپنی عزت کی خاطر ان کاموں کو کرنا پڑتا ہے چاہے اس کے بدلے میں نقصان ہی ہو رہا ہو۔''

رسمیں مختلف قسم کی ہیں لیکن میں اس مضمون میں ان رسموں کا ذکر کروں گی جن کا تعلق ہماری روز مرہ زندگی سے ہے: شادی بیاہ کی رسمیں جن میں مہندی کی رسم سرِ فہرست ہے، اپنی استطاعت سے بڑھ کر خرچ کرنا۔ سالگرہ منانا۔ Holeween شروع میں تو شائد یہ رسمیں شوقیہ ہی ہوں گی لیکن وقت گذرنے کے ساتھ یہ گردنوں کے طوق بن گئی ہیں جن کا فائدہ تو کوئی نہیں البتہ نقصان بے شمار ہیں۔ مثلاً دولت کا بے جا خرچ، خدا کی ناراضگی سے زیادہ لوگوں کی ناراضگی کا خوف، نمود و نمائش، بے پردگی۔

ان رسموں کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸ ''جو لوگ اس رسول نبی اُمّی پر ایمان لاتے ہیں جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور انہیں بُری باتوں سے روکتا ہے اور اُن کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے اور اُن پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے اور اُن سے اُن کے بوجھ اور طوق اتار دیتا ہے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور اُسے عزت دیتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ اُتارا گیا ہے یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔''

اس آیت میں یہ واضح بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آنے کی ایک غرض ان رسموں سے پیچھا چھڑانے کی بھی تھی جو زمانہ جاہلیت سے انسانوں نے اپنا لئے ہوئے تھے جن کا مذہب سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ لیکن ہائے افسوس صد افسوس آج مسلمان دوبارہ سے ان رسموں میں اس طرح سے جکڑے ہوئے ہیں کہ پیچھا چھڑوانا ہی نہیں چاہتے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی ساری زندگی لوگوں کو قرآنی احکام پر عمل کروانے میں گذار دی۔ آپ ﷺ نے جب اپنی لاڈلی بیٹی فاطمہ کی شادی کی تو انتہائی سادگی سے کی۔ نہ کوئی رسم نہ فضول خرچی بلکہ خدا تعالیٰ کے اس عظیم بندے نے ہمارے لئے ایسی عظیم الشان مثال قائم کی ہے کہ اگر ہم اس کی پیروی کریں تو بدرسومات کو معاشرے کی جڑ سے اکھاڑ کر پھینک سکتے ہیں۔ اس شادی کا واقعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ''جب حضرت فاطمہؓ کی رخصتانہ کی تجویز ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلا کر دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس مہر کی ادائیگی کے لئے کچھ ہے یا نہیں؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ زرہ کیا ہوئی جو میں نے اس دن (یعنی بدر کے مغانم میں سے) تمہیں دی تھی؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا وہ تو ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پس وہی لے آؤ۔ چنانچہ یہ زرہ چار سواسی درہم میں فروخت کی گئی اور آنحضرت ﷺ نے اسی رقم میں سے شادی کے اخراجات مہیا کئے۔ جو جہیز آنحضرت ﷺ نے فاطمہ کو دیا وہ ایک بیل دار چادر۔ ایک چمڑے کا گدیلا جس کے اندر کھجور کے خشک پتے بھرے ہوئے تھے۔ اور ایک مشکیزہ تھا۔

(سیرت خاتم النبیین صفحہ 455-456)

بدرسومات کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ''اعمال صالحہ کی جگہ چند رسوم نے لے لی ہے۔ اس لئے رسوم کے توڑنے سے یہی غرض ہوتی ہے کہ کوئی فعل یا قول قال اللہ ہو یا قال الرسول کے خلاف اگر ہو تو اسے توڑا جائے۔ جب کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور ہمارے سب اقوال

اور افعال اللہ تعالیٰ کے نیچے ہونے ضروری ہیں پھر ہم دنیا کی پرواکیوں کریں؟ جو فعل اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف ہو اس کو دور کر دیا جائے اور چھوڑا جائے۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 49)

اسی طرح مختلف قسم کی بدعات ہیں جو معاشرے میں رائج ہو چکی ہیں۔ اسوہ حسنہ ﷺ کو چھوڑ کر چند کام جو خاندانوں میں نسل در نسل آچکے ہیں ان کو پورا کرنا ضروری سمجھ لیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ بدعت کے متعلق فرماتے ہیں

''کتاب اللہ کے برخلاف جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب بدعت ہے اور سب بدعت فی النّار ہے۔ اسلام اس بات کا نام ہے کہ بجز اس قانون کے جو مقرر ہے اِدھر اُدھر بالکل نہ جاوے۔ کسی کا کیا حق ہے کہ بار بار ایک شریعت بنائے۔ (ملفوظات، جلد 5 صفحہ 163)

سنت اور بدعت میں کیا فرق ہے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ''غرض اس وقت لوگوں نے سنت اور بدعت میں سخت غلطی کھائی ہوئی ہے اور ان کو سخت اور خطرناک دھوکا لگا ہوا ہے وہ سنت اور بدعت میں کوئی تمیز نہیں کر سکتے۔ آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر خود اپنی مرضی کے موافق بہت سی راہیں خود ایجاد کر لی ہیں اور ان کو اپنی زندگی کے لئے کافی راہنما سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ان کو گمراہ کرنے والی چیزیں ہیں۔ جب آدمی سنت اور بدعت میں تمیز کرے اور سنت پر قدم مارے تو وہ خطرات سے بچ سکتا ہے لیکن جو فرق نہیں کرتا اور سنت کو بدعت کے ساتھ ملاتا ہے اس کا انجام اچھا نہیں ہو سکتا۔ (ملفوظات، جلد 4 صفحہ 46)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ: بدعت وہ ہے جسے لوگ قطعی حکم نہ ہونے کے باوجود پابندی سے اختیار کریں اور وہ اسلام سے ثابت نہ ہو لیکن لوگوں کے کہنے سے اس کو ضروری سمجھا جائے۔ یہ نمائش ہوتی ہے اور اس کو اختیار کرنا اسراف میں داخل ہے اور اسراف کرنے والے کو خدا تعالیٰ نے شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ پس اس سے بچنا چاہیئے اور تباہ کن بدعات سے جس قدر ممکن ہو مخلصی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول صفحہ 242)

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جب تحریک جدید شروع کی تو اس کی ایک شق یہ بھی تھی کہ جماعت میں سادگی کا رجحان ہو۔ فضول خرچیوں اور اسراف سے بچا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسراف اور فضول خرچی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت میں اور خصوصاً جماعت کی مستورات میں ایک مہم جاری کی تھی اور اس نے بڑی کامیابی حاصل کی تھی۔ اور وہ مہم یہ تھی کہ جماعت بدرسوم اور بُری عادتوں کو چھوڑ دے اور بے تکلف زندگی اور اسلامی زندگی گزارنے کی عادی ہو جائے۔ ایک وقت جماعت پر ایسا آیا کہ حضورؓ اپنی کوششوں میں کامیاب ہوئے اور جماعت بدرسموں اور بدرسموں کے نتائج سے محفوظ ہوگئی لیکن اب پھر جماعت کا ایک حصہ اس طرف سے غفلت برت رہا ہے خصوصاً وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیوی مال یا دنیوی وجاہتیں عطا کی ہیں۔ وہ بجائے اس کے کہ اپنے رب کے شکر گزار بندے بن کر اپنی زندگیوں کے دن گزارتے لوگوں کی خوشنودی کے حصول کی خاطر اور اس عزت کے لئے جو حقیقت میں ذلت سے بھی زیادہ ذلیل ہے اس دنیا کی عزت اور بدرسوم کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ یہ بدرسوم شادی بیاہ کے موقع پر کی جاتی ہیں اور موت اور وفات کے موقع پر بھی ہوتی ہیں ہمیں کلیۃً ان کو چھوڑنا ہوگا

(رسومات کے متعلق اسلامی تعلیم صفحہ ۹)

بدرسومات کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اب بعض رسوم کو ادا کرنے کے لئے اس حد تک خرچ کیئے جاتے ہیں کہ جس معاشرہ میں ان رسوم کی ادائیگی بڑی دھوم دھام سے کی جاتی ہے وہاں یہ تصور قائم ہو گیا ہے کہ شائد یہ بھی شادی کے فرائض میں داخل ہے اور اس کے بغیر شادی نہیں ہو سکتی۔ مہندی کی ایک رسم ہے۔ اس کو بھی شادی جتنی اہمیت دی جانے لگی ہے۔ اس پر دعوتیں ہوتی ہیں کارڈ چھپوائے جاتے ہیں، سٹیج سجائے جاتے ہیں اور یہی نہیں بلکہ کئی کئی دن دعوتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور شادی سے پہلے ہی جاری ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ یہ سب رسومات ہیں جنہوں نے وسعت نہ رکھنے والوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور ایسے لوگ پھر قرض کے بوجھ تلے دب جاتے ہیں۔ غیر احمدی تو یہ کرتے تھے اب بعض احمدی گھرانوں میں بھی بہت بہت بڑھ بڑھ کر ان لغو اور بیہودہ

رسومات پر عمل ہو رہا ہے یا بعض خاندان اس میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ بجائے اس کے زمانہ کے امام کی بات مان کر رسومات سے بچتے۔ معاشرہ کے پیچھے چل کر ان رسومات میں جکڑتے چلے جا رہے ہیں۔ (خطبہ جمعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۰-۲-۵)

آپ مزید فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک مرتبہ فرمایا ”ہماری قوم میں یہ بھی ایک رسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے۔ آج سے سو سال پہلے یا اس سے زیادہ پہلے اس زمانے میں تو صدہا روپیہ کا خرچ بھی بہت بڑا خرچ تھا۔ لیکن آج کل تو صدہا کیا لاکھوں کا خرچ ہوتا ہے اور اپنی بساط سے بڑھ کر خرچ ہوتا ہے جو شائد اس زمانے کے صدہا روپوں سے بھی اب زیادہ ہونے لگ گیا ہے۔“ (خطبہ جمعہ الفضل انٹرنیشنل 05.02.2010)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکرم امیر صاحب کے نام یہ پیغام 11 فروری 2010 کو آیا آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”میں نے شادی بیاہ کی رسموں کے بارہ میں اپنے خطبہ جمعہ 15 جنوری 2010 میں جن امور کا ذکر کیا تھا ان کی پابندی کروائیں مہندی کی رسمیں گھر کی چار دیواری میں سہیلیوں کی حد تک کرنے کی جو اجازت میں نے دی ہے اس میں ہر جگہ یہ مدنظر رہے کہ آوازیں اتنی زیادہ اونچی نہ ہوں کہ گھر سے باہر نکلیں۔ مجھے پتا چلا ہے کہ آج کل ڈیک بھی اس کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ شادی بیاہ کے گیتوں وغیرہ کے لئے کوئی ساؤنڈ سسٹم استعمال نہیں ہونا چاہیئے۔ گھر سے آواز باہر نہیں نکلنی چاہیئے۔ اسی طرح روشنیوں کا بھی بلا وجہ استعمال نہیں ہونا چاہیئے۔ بعض دوسری بد رسوم، جیسے دودھ پلانا اور جوتی چھپانا وغیرہ، جو ہیں یہ بھی ختم کروائیں اور ہر فرد جماعت کو اس بارہ میں متنبہ کر دیں کہ آئندہ اگر مجھے کسی کی بھی ان رسموں کے بارہ میں کوئی شکایت آئی تو اس کے خلاف تعزیری کارروائی ہوگی۔“

اس ترقی یافتہ دور کی ایک رسم سالگرہ کا منانا ہے ہونا تو یہ چاہیئے کہ جب بچہ ایک سال مکمل کرلے تو شکرانے کی نوافل ادا کرنے چاہیئے اور صدقہ خیرات کر دینا چاہیئے۔ لیکن ہوتا کیا ہے کہ خوشی کے نام پر ہزار ہا کروڑ خرچ کئے جاتے ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ بھی فضول خرچی ہے۔ ہاں خوشی منانے کا ایک اور طریقہ ہے کہ قرآن کریم ختم کرنے پر اس کی آمین کریں لیکن سادگی کے ساتھ۔

ایک اور رسم تیزی سے ہمارے اندر راہ پا رہی ہے وہ Holeween کی بد رسم ہے اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس فرماتے ہیں: یہ ایک بد رسم ہے اور ایسی رسم ہے جو شرک کی طرف لے جانے والی ہے۔ پھر اس کی وجہ سے بچوں میں fun کے نام پر، تفریح کے نام پر غلط حرکتیں کرنے کی جرات پیدا ہوتی ہے۔ ماں باپ، ہمسایوں سے بداخلاقی سے پیش آتے ہیں۔ ماں باپ سے بھی اور ہمسایوں سے بھی اور اپنے ماحول سے بھی، اپنے بڑوں سے بھی بد اخلاقی سے پیش آنے کا رجحان اس وجہ سے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔۔۔ یہ باتیں صرف یہاں تک نہیں رکتیں کہ costume پہنے اور گھروں میں مانگنے چلے گئے بلکہ بعض بچے پھر زبردستی گھر والوں کو خوفزدہ کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ اور دوسری باتوں میں، اور جرموں میں ملوث ہو جاتے ہیں اور نتیجاً پھر جہاں وہ معاشرے کو، ماحول کو ڈسٹرب کر رہے ہوتے ہیں اور نقصان پہنچا رہے ہوتے ہیں وہاں ماں باپ کے لئے بھی دردسر بن جاتے ہیں اور اپنی زندگی بھی برباد کر لیتے ہیں۔ اس لئے میں پھر احمدیوں سے کہتا ہوں کہ ان باتوں سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔ احمدی بچوں اور بڑوں کا کام ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق بڑھائیں۔ جو ہمارا مقصد ہے اس کو پہچانیں۔ وہ باتیں کریں جن کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ مغربی معاشرے کا اثر اتنا اپنے اوپر نہ طاری کریں کہ بُرے بھلے کی تمیز ختم ہو جائے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق اور اس کی ذات کی بڑائی کو بھول جائیں۔ اور مخفی شرک میں مبتلا ہو جائیں اور اس کی وجہ سے پھر ظاہری شرک بھی ہونے لگ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین (خطبہ جمعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۰۱۰-۱۲-۱۹)

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

پہیلیوں کے جوابات:۔

ایک کلو کا باٹ ہوتا ہے۔ سب میں چار حروف ہیں

ایک، اس کے بعد پیٹ خالی نہ رہے گا۔

ڈکشنری اور ٹیلی فون ڈائریکٹری۔ صبر کا پھل۔

رمضان میں فدیہ، فطرانہ اور اعتکاف کی اہمیت

امتہ المنان ندیم بیت النصر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شَھْرُ رَمَضَانَ۔ اس مہینے کا نام اسلام سے قبل ناتق تھا اسلام نے اس مہینے کو رمضان کا نام دیا اور اس نام کے اندر اتنے وسیع معانی ہمیں نظر آتے ہیں کہ دل انھیں معلوم کر کے خدا تعالیٰ کے کمالِ قدرت کو دیکھ کر اس کی حمد کے جذبہ سے بھر جاتا ہے۔

پس ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ میرے بندوں کو چاہیے کہ وہ راتوں کے تیروں (دعاؤں) کو تیز کریں جنونی شکاری کے جنون سے بھی زیادہ جنون رکھتے ہوئے میری رحمت کی تلاش میں نکل پڑیں۔ تب میری رحمت کی تسکین بخش بارش ان پر نازل ہوگی اور میرے قرب کی راہیں ان پر کھولی جائے گی۔'' (خطبات ناصر جلد اوّل۔صفحہ ۵۴ اور ۵۶)

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ۔فرمایا یہ ایک ایسا مہینہ ہے جو بہت ہی برکتوں والا ہے جس میں خدا کے فضلوں کی بارش انسان پر پھوار بن کر پڑتی ہے یہ وہ مہینہ ہے جو نزول قرآن کریم کی یادگار ہے اس مہینے میں حضور ﷺ نے اپنے رب کا جلوہ دیکھا، اسی ماہ میں وہ رات طلوع ہوتی ہے جو لیلۃ القدر کہلاتی ہے یہی وہ مہینہ ہے جس کے لیے حضور ﷺ نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور آگ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور شر کے خواہاں رُک جا اور آگ سے بچائے جانیوالے اللہ کی خاطر آگے بڑھ اور ہر رات کو ایسے ہی ہوتا رہتا ہے جب تک کہ رمضان کی راتیں نہ گذر جائیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی ابتدا نزول رحمت ہے جس کا وسط مغفرتِ الٰہی ہے اور اس کا اختتام آگ سے آزادی پر منتج ہوتا ہے ۔ (مشکوۃ کتاب الصوم)

رمضان المبارک میں فدیہ کی اہمیت:

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے احکامات دو قسموں میں تقسیم ہیں۔ایک عبادات بدنی اور دوسرے عبادات مالی۔عبادات مالی تو اسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جس کے پاس نہیں وہ معذور ہیں۔آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے۔تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو اور خدا تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو توفیق دیتی ہے اور ہر ایک شئے خدا تعالیٰ سے ہی طلب کرنی چاہیے خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ رکھنے کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل کی جائے اور یہ خدا کے فضل سے ہی ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 563)

روزہ ہر عاقل بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہو۔قرآن مجید میں آتا ہے:۔ ترجمہ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔گنتی کے چند دن ہیں۔پس تم میں سے جو بھی مریض ہو یا سفر پر ہو اسے چاہیے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے گا تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔'' (سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۴، ۱۸۵)

اگر کوئی ایسا مرض ہو جس کے صحت یاب ہونے کی امید نہ ہو تو اس کے ذمے ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا فرض ہے۔رمضان کے روزے فرض ہیں البتہ بعض مجبوریوں کی بناء پر اگر روزے نہ رکھے جا سکیں اس کی طاقت نہ ہو تو ارشاد خداوندی ہے کہ فدیہ دیا جا سکتا ہے اس کی تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح نے یوں بیان فرمائی۔''فِدیۃ طعام مسکین۔ایک مسکین کا کھانا ہے فدیہ یعنی جو تم میں سے غرباء میں نسبتاً مالی لحاظ سے کم توفیق رکھنے والے ہیں اور ان کے اندر مانگنے کی عادت نہیں خصوصیت سے وہ لوگ مساکین ہوتے ہیں۔مانگنے والے بھی اس حکم سے باہر نہیں جائیں گے مگر خاص طور پر نظر رکھنے کا حکم ہے فدیہ مسکین کا مطلب ہے کہ تم نگاہ رکھو کہ ایسے مساکین جو تمہارے اردگرد رہتے ہیں مگر مانگتے

نہیں تمہارا فرض ہے کہ ان تک پہنچو۔ ان کی تلاش کرو ان کو یہ کھانا پہنچاؤ۔ یہ تمہارا فدیہ ہو جائے گا۔ فدیہ دراصل ایک ایسی چیز ہے جو مصیبت سے چھڑانے کے لئے دیا جاتا ہے، اگر تم خدا کی خاطر کسی بھوکے کو کھانا کھلاؤ تو یہ تمہارے روزے چھٹنے کا فدیہ ہے یعنی بظاہر انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس کا فدیہ یہ ہوگا کہ کسی کو روزے رکھواؤ لیکن روزے رکھوانا فدیہ نہیں بھوکے کو کھانا کھلانا فدیہ بن گیا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ جنوری 1997 مطبوعہ انٹرنیشنل الفضل ۷ مارچ ۱۹۹۷)

رمضان میں فطرانہ یا صدقۃ الفطر کی اہمیت:

صدقہ وخیرات کے علاوہ اسلام میں صدقۃ الفطر کا بھی حکم دیا گیا ہے جو عید سے پہلے ادا کرنا ہر مومن پر فرض ہے اس کی مقدار کے متعلق اصولی ہدایت یہ ہے کہ (مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَھْلِیْکُمْ) (المائدہ:۹۰) جو تم بالعموم اوسطاً اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اس کا اندازہ گندم کے لحاظ سے نصف صاع یعنی پونے دو سیر کے قریب بیان کیا ہے۔ اور یہ ایک فوت شدہ روزہ کا فدیہ ہوگا جو دو وقت کیکھانے کے لئے کفایت کرے گا۔ (فقہ احمدیہ۔عبادات صفحہ ۲۹۶)

رمضان المبارک میں صدقۃ الفطر یا فطرانہ ادا کرنا گھر کے ہر فرد، مرد، عورت بالغ و نابالغ، بچے بوڑھے، امیر غریب سب پر واجب ہے حتیٰ کہ جو بچہ عید کے روز عید سے قبل پیدا ہوا ہو اور اگر کوئی مہمان گھر میں آیا ہو اس کی طرف سے بھی ادا کرنا واجب ہے تا کہ اس مشترکہ فنڈ سے عید کے موقع پر غریب بھائیوں اور بہنوں کی مدد کی جا سکے، حتیٰ کہ جن غریبوں نے صدقۃ الفطر سے خود امداد حاصل کرنی ہو ان کو بھی حکم ہے کہ اپنی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کریں۔ تا کہ یہ فنڈ صحیح معنوں میں قومی فنڈ کی صورت اختیار کرلے صدقۃ الفطر کو آس پاس کے غریبوں پر بھی خرچ کرنا چاہیے۔ صدقۃ الفطر کے لئے صاحب نصاب ہونا یا صاحب حیثیت ہونا ضروری نہیں۔ یہ ہر مسلمان مرد و عورت پر ادا کرنا ضروری ہے اس کے مستحق وہی لوگ ہیں جو کہ مسکین غریب یا یتیم و بیوہ ہوں تا کہ وہ عید کے دن بھوکے نہ رہیں۔

رمضان کی ایک خصوصی عبادت اعتکاف:

اعتکاف کے لغوی معنی کسی جگہ بند ہو جانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں عبادت کی نیت سے روزہ رکھ کر مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعثت سے قبل کے ایام میں دنیوی اشغال سے فارغ ہو کر غار حرا میں یادِ خداوندی میں مشغول رہنا بھی ایک رنگ کا اعتکاف تھا۔ اعتکاف انسان جس دن اور جس وقت چاہے بیٹھ سکتا ہے لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں بیٹھنا مسنون ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کے بارہ میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی وفات تک یہ معمول رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اس سنت کی پیروی کرتی رہیں۔ (فقہ احمدیہ عبادات صفحہ ۳۰۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر کی تلاش کرنے والوں کو رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

قِيْلَ لِيْ اَنَّهَا فِيْ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ . فَاعْتَكَفَ النَّاسُ مَعَهُ. (فقہ احمدیہ، عبادات صفحہ ۳۰۳)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے۔ تم میں سے جو شخص اعتکاف بیٹھنا چاہے وہ اس عشرہ میں بیٹھے۔

اعتکاف کے لئے کوئی میعاد مقرر نہیں۔ یہ بیٹھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے جتنے دن بیٹھنا چاہے بیٹھے۔ تاہم مسنون اعتکاف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے ثابت ہے یہ کہ کم از کم اعتکاف دس دن کا ہو۔ حدیث میں ہے

كَانَ النّبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْه وَسَلَمَ يَعْتَكِفُ فِىْ كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِىْ قُبِضَ فِيْهِ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے البتہ جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیس دن کا اعتکاف بیٹھے۔ (فقہ احمدیہ صفحہ ۳۰۴)

عورت بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے لیکن گھر میں نماز کے لئے ایک الگ جگہ مخصوص کر کے وہاں اعتکاف بیٹھنا اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

معتکف ذکر الٰہی اور عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرے۔ فضول باتوں میں وقت ضائع کرنا درست نہیں اور نہ بالکل خاموش رہنا درست ہے کیونکہ اسلام میں چپ کا روزہ نہیں ہے۔ (فقہ احمدیہ صفحہ ۳۰۵)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معتکف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ القی نفسه بین یدی الرحمن فقال والله لا ابرح حتی ترحمنی

یعنی معتکف کلی طور پر اپنے آپ کو خدا کے حضور میں ڈال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خدا مجھے تیری ہی قسم میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا۔ یہاں تک کہ تو مجھ پر رحم فرمائے۔ نیز فرمایا مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابتِغَاء وَجْهِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهِ بَيْنَه

وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ اَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ۔

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دن اعتکاف بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین ایسی خندقیں بنا دے گا جن کے درمیان مشرق و مغرب کے مابین فاصلہ سے بھی زیادہ فاصلہ ہوگا۔ (فقہ احمدیہ صفحہ ۳۰۶)

عن ابن عباسؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفُ هُوَ يَعْتَكِفُ عَنِ الذُّنُوْبِ وَ يُجْرِيْ لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا.

رسول مقبول ﷺ نے اعتکاف کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ معتکف اعتکاف کی وجہ سے جملہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اسے ان نیکیوں کا بدلہ جو اس نے اعتکاف سے پہلے بجالائی تھیں اسی طرح اجر ملتا رہتا ہے جیسا کہ وہ اب بھی انہیں بجالا رہا ہے۔ (فقہ احمدیہ صفحہ ۳۰۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں

''اعتکاف بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں کبھی دس دن ہو جاتے ہیں اور کبھی گیارہ۔۔۔۔۔ایک دفعہ رسول کریم ﷺ دوسروں کو قبولیت دعا کا وقت بتانے کے لیے باہر نکلے تھے مگر اس وقت دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو دیکھ کر مجھے وہ وقت بھول گیا ہے مگر اتنا فرما دیا کہ ماہ رمضان کی آخری دس راتوں میں قبولیت دعا کا یہ وقت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے تجربے کی بنا پر فرمایا کہ ستائیسویں کی رات کو یہ وقت ہوتا ہے۔'' (فقہ احمدیہ صفحہ ۳۱۳ اور ق ۳۱۴، الفضل ۳ نومبر ۱۹۱۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''یاد رکھیں کہ اعتکاف رمضان کی نفلی عبادت ہے اس لئے جگہ کی مناسبت سے، اس کی گنجائش کے مطابق جو مرکزی مساجد ہیں ان میں حالات کے مطابق اعتکاف بیٹھنے کی اجازت دی جاتی ہے۔''

فرمایا: ''رمضان کے آخری عشرے میں آنحضور ﷺ کی عبادتوں کے کیا نظارے ہوتے تھے آپ ﷺ کی تو عام دنوں کی عبادتیں بھی ایسی ہوتی تھیں کہ خیال آتا ہے کہ اس میں اور زیادہ کتنا اضافہ ہوتا ہوگا لیکن آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اس میں بھی انتہا کر دیتے تھے۔'' (خطبات مسرور جلد دوئم صفحہ 779)

رمضان کے بارے میں مولانا راجیکیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

ہے ہر عمل کے واسطے حق سے جزائے خیر — روزہ کی ہے جزاء کہ جزاء میں خدا ملے
ماہ صیام جامع برکات قدسیاں — جبریل و مصطفیٰ اس سے خدا ملے

صدقہ بلاؤں کو ٹالتا ہے

سیدہ امۃ السلام عقیل مجلس برنسدال

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (التوبة: ۱۰۵)

کیا انہیں نہیں معلوم ہوا کہ بس اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ منظور کرتا ہے اور صدقات قبول کرتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی ہے جو بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

صدقہ وہ عطیہ اور بخشش ہے جو بلاعوض قربت خدا کی نیت سے ہو۔ اس کا کوئی نصاب نہیں ہے صدقہ انسان کو مختلف بلاؤں سے بچاتا ہے اور انہیں انسان سے دور کرتا ہے۔ اس کے متعلق حدیث نبوی ہے کہ صدقہ ستر قسم کی بلاؤں کو دور کرتا ہے۔ یہ ساری چیزیں وہ ہیں جو اخروی اور معنوی ثواب کے علاوہ ہیں اور صدقہ سے حاصل ہوتی ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی ضرورت سے زائد مال غریبوں، مسکینوں محتاجوں اور فقیروں پر خرچ کرے وہ نفلی صدقہ میں شمار ہوگا۔ پس جو جتنا زیادہ خرچ کرے گا آخرت میں اس کے درجات بھی اتنے ہی بلند ہوں گے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''جہنم کی آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر۔''

(صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ والقلیل من الصدقۃ)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس بات کا انتظار نہ کرو کہ بہت زیادہ مال ہو تو پھر خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے بلکہ اگر ایک کھجور ہے تو آدھی کھجور دے کر ہی اپنے تئیں آگ سے بچنے کا سامان کرلو اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ مندرجہ بالا حدیث کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا اور یہ بخاری کتاب الزکوۃ سے روایت ہے۔ حضرت عدی بن حاتم بیان کرتے ہیں فرمایا ''صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی استطاعت ہو۔'' صدقہ دے کر آگ

سے بچو۔ یہ مغفرت والا مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ جو مغفرت فرماتا ہے اگر صدقہ سچا ہو تو آدھی کھجور بھی ہو تو وہ تمہیں آگ سے بچالے گا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ لازماً ہمیشہ قرآن کریم پر ہوتی ہے۔ کوئی بھی حدیث ایسی نہیں جس کا مصدر قرآن کریم نہ ہو"۔

(بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ۳۱/اکتوبر ۱۹۹۷ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۱۹ تا ۲۵/دسمبر ۱۹۹۷ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"جو لوگ چندہ دینے والے ہیں، صدقہ دینے والے ہیں ان کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے اور اس کی مخلوق کی خاطر جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا باعث بنے گا۔ اس سے دین کو بھی مضبوطی حاصل ہوگی اور تمہارے دینی بھائیوں کو بھی مضبوطی حاصل ہوگی۔" (خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 458)

صدقہ کے فضائل:

صدقہ دینے کے بے شمار فضائل اور فوائد ہیں دوسروں کے ساتھ نیکی کرنا اور صدقہ دینا فقر اور تنگدستی کو دور اور عمر کو طولانی کرتا ہے۔ صدقہ دینے سے انسان کے اعمال میں برکت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں صدقہ دینے والے کی مدح کی گی ہے اور اس کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ (البقرہ:266)

اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لئے خرچ کرتے ہیں، ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے:

حضرت عَبْدُالرَّحمان بن عَوفؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں جن کے متعلق میں اس ذات کی قسم کھا سکتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ پس تم صدقہ کیا کرو۔ اور جو بندہ ظلم کو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے معاف کرتا ہے تو اللہ اسے اس وجہ سے عزت اور شرف میں بڑھاتا ہے۔ اور جو بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ اس پر غربت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1 مسند عبدالرحمٰن بن عوف حدیث 1674 صفحہ 515 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس حدیث میں جہاں آنحضور ﷺ نے انفاق فی سبیل اللہ کرنے والوں کو جنت کی اور اُن کے لیے اُس میں گھر ہونے کی بشارتیں دی ہیں وہاں اُنہیں یہ بھی خوشخبری دی ہے کہ یہ کبھی خیال مت کرنا کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں کوئی کمی واقع ہوگی بلکہ اس میں فراوانی ہی فراوانی ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں:

حضرت خُرَیْم بِنْ فَاتِکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کیا اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملے گا۔

(ترمذی کتاب فضائل الجھاد باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ حدیث:1625)

اسی طرح ایک حدیث قدسی میں آتا ہے:

"یعنی اے ابن آدم تو دل کھول کر خرچ کر جس کے نتیجہ میں اللہ بھی تجھ پر خرچ کرے گا۔" (مسلم کتاب الزکاۃ)

اس حدیث میں خدا تعالیٰ کے خرچ کرنے سے مراد یہی ہے کہ خدا تعالیٰ خرچ کرنے والے کے مال کو بڑھاتا جاتا ہے اور اس میں کمی نہیں ہونے دیتا۔

اسی مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بیان فرماتے ہوئے فرمایا: "دنیا میں لاکھوں احمدی ذاتی طور پر اس بات کے گواہ ہیں بچے بھی گواہ ہیں، مرد بھی، عورتیں بھی سب دنیا میں جماعت کے ساتھ خدا تعالیٰ یہی سلوک کرتا ہے کہ انصاف کے ساتھ خدا کی راہ میں کچھ پیش کرنے والے کی قربانی کی توفیق بھی بڑھتی ہے اور مالی وسعت بھی اس کو عطا ہوتی ہے۔" (خطبہ جمعہ 29 دسمبر 1989ء)

پھر ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"آج جماعت میں ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ان کے بزرگوں نے تکلیفیں اُٹھا کر اپنی پاک کمائی میں سے جو قربانیاں کیں اللہ تعالیٰ نے ان کی نسلوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت

ڈالی۔''
(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 28)

پس نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی بلکہ ایسے شخص کے حق میں فرشتے بھی خدا کے حضور دعا گو رہتے ہیں، حدیث میں آتا ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بندے جب صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے۔ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اور دے۔ اور دوسرا کہتا ہے۔ اے اللہ! روک رکھنے والے کا مال ومتاع برباد کردے۔''

(بخاری کتاب الزکوۃ باب قول اللہ فاما من اعطی واتقی)

الغرض صدقہ وزکوٰۃ اور چندے وغیرہ ہرگز مال میں کچھ بھی کمی نہیں کرتے بلکہ اور زیادہ کرتے ہیں۔

ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ:

ایک روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ ایک آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو۔ اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو، غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔ صدقہ وخیرات میں دیر نہ کر کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری جان حلق تک پہنچ جائے تو تُو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا دے دو۔ فرمایا کہ وہ مال تو اب تیرا رہا ہی نہیں وہ تو فلاں کا ہو ہی چکا ہے۔ اس لئے صحت کی حالت میں چندوں اور صدقات کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

پس ہمیں اس بات کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ ہم اس قربانی میں کس درجہ پر ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ سارا مال تو کجا، اس کا کچھ حصہ قربان کرنا بھی مشکل ہو رہا ہو۔ کیونکہ ایک ہی دل میں دو محبتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے محبت کرو اور خدا تعالیٰ سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 497-498)

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے اموال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے مالوں میں برکت پیدا فرماتے ہوئے تمام مشکلات کا خود حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

÷÷÷÷÷÷÷

اعلان از ریسرچ سیل ربوہ:

براہِ کرم آپ ہم سے رابطہ فرمائیں!!!

اگر آپ نے کبھی کوئی کتاب یا مقالہ لکھا ہے یا آپ کی کوئی تصنیف شائع ہوئی ہے تو درخواست ہے کہ اوّلین فرصت میں ہم سے رابطہ فرمائیں۔

''ریسرچ سیل'' ایسی تمام کتب / اخبارات ورسائل اور مقالہ جات کا ڈیٹا Data اکٹھا کر رہا ہے جو 1889ء سے لے کر اب تک کسی بھی احمدی کی طرف سے شائع شدہ ہوں۔

درج ذیل کوائف کے مطابق ہمیں فیکس یا ای میل کریں۔ اگر آپ کے پاس سلسلہ کی پرانی کتب موجود ہیں تو بھی درخواست ہے کہ ہمیں مطلع فرمائیں۔

آپ کے تعاون کا شدّت سے انتظار رہے گا۔ **جزاکم اللہ خیراً**

ضروری کوائف:

- کتاب کا نام: • مصنف/مرتب/مترجم کا نام: • ایڈیشن: • مقام اشاعت:
- تاریخ اشاعت: • ناشر/طابع: • تعداد صفحات: • زبان: • موضوع:

برائے رابطہ فون نمبرز:

انچارج ریسرچ سیل، پی او باکس 14 چناب نگر ربوہ پاکستان

آفس: 0092476214953

Res 0476214313 ,

فیکس نمبر: 0092476211943

ای میل: research.cell@saapk.org

ناصرات الاحمدیہ ناروے کا سفر برطانیہ

برائے

ملاقات حضرت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

محض خدا تعالیٰ کے فضل و احسان اور حضور پُر نور کی شفقت کی بدولت ناروے کی ناصرات کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کے ساتھ کلاس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ کلاس مورخہ 22 دسمبر 2012ء کو ایم ٹی اے کے سٹوڈیو منعقد ہوئی ایک گھنٹہ کی کلاس میں پہلے ناصرات کو اپنا معمول کا پروگرام پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اس کے بعد حضور پرنور نے ناصرات کے سوالات کے جوابات دیئے اور انہیں اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔ پیارے آقا کے ساتھ گزارے ہوئے قیمتی لمحات سے ناصرات کو خوب برکتیں سمیٹنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ اخلاص و وفا کو بڑھاتا چلا جائے۔ آمین

حضرت آپا جان (حرم حضرت خلیفته المسیح الخامس ایده الله تعالیٰ بنصر ہ العزیز) کے ساتھ ملاقات:

24 دسمبر بروز پیر پیاری آپا جان کی شفقت اور محبت سے بھرپور استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی ملاقات میں آپا جان نے ناصرات کو نہایت قیمتی اور سبق آموز نصائح سے نوازا۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بزرگان سے ملاقات:

لندن میں قیام کے دوران ہماری خوش قسمتی تھی کہ جماعت کی عظیم اور بابرکت شخصیات سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

۱۔ جماعت احمدیہ برطانیہ کے نیشنل امیر صاحب مکرم و محترم رفیق احمد حیات صاحب انہوں نے ازراہِ شفقت تمام ناصرات و لجنات کو نئے سال کے کیلنڈر بطور تحفہ پیش کئے

۲۔ مکرم و محترم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر۔

۳۔ مکرم و محترم محمد احمد صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نواسے ہیں اور نائب افسر حفاظت کے فرائض انجام بجالانے کی توفیق پا رہے ہیں۔

۴۔ مکرم و محترم میجر محمود احمد صاحب (ریٹائیرڈ) اُنہوں نے ناصرات کے لئے بڑی محبت اور خلوص کے ساتھ اسلام آباد کی سیر کا انتظام کروایا۔

۵۔ اسی طرح حضور پُر نور کے باڈی گارڈ مکرم و محترم ناصر احمد صاحب سے بھی ملاقات کا موقع ملا۔

۶۔ جماعت کے ایک اور بزرگ محمد عُثمان چُو چینی صاحب اور اُن کی اہلیہ سے بھی ملاقات کا موقع ملا۔ دونوں بڑی شفقت سے پیش آئے اور بچیوں کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔

۷۔ مکرم و محترم منیر الدین شمس صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف جو اسلام آباد کے صدر جماعت بھی ہیں۔ اُنہوں نے ناصرات کو اسلام آباد کی تاریخ کے متعلق معلومات فراہم کیں اور اجتماعی دعا کروائی۔ اور بچیوں کو چپس اور جُوس دے کر رخصت کیا۔

۸۔ مکرم و محترم عطاء المجیب راشد صاحب اِمام مسجد فضل لندن نے اپنی قیمتی نصائح سے نوازا اور لندن سے روانگی کے موقع پر دُعا کروائی۔

مساجد کی زیارت:

خدا کے فضل کے ساتھ اس سفر کے دوران ہمیں چار مساجد دیکھنے کا موقع ملا۔ ان مساجد میں بیت الفتوح، مسجد فضل لندن، ساؤتھ ہال کی مسجد اور ہنسلو کی مسجد بیت النور بھی شامل ہیں۔

جماعتی اَہم مُقامات کی سیر:

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے گھوڑوں کا اصطبل بھی دیکھنے کا موقع ملا۔ جس میں بہت خوبصورت گھوڑے موجود تھے۔ اس اَصطبل کے انچارج مکرم و محترم مسرور احمد صاحب ہیں۔ اُنہوں نے ضروری معلومات مہیّا کیں۔ اور بچیوں نے باری باری گھڑ سواری کی اور بے حد خُوش ہوئیں۔

۲۔ جامعہ احمدیہ برطانیہ کی نئی عمارت جو لندن سے باہر ایک پُر فضا مقام پر خریدی گئی ہے بفضل خدا دیکھنے کا موقع ملا۔ اس جگہ کا حصول جماعت احمدیہ پر خدا کے فضلوں کا ایک روشن نشان ہے۔ الحمدللہ

۳۔ Deer park میں مخزن تصاویر کی گیلری دیکھی نیز ایم۔ ٹی۔ اے کا اسٹوڈیو اور لجنہ اِماءِ اللہ برطانیہ کا آفس دیکھنے کا موقع بھی ملا۔

تفریحی مقامات کی سیر:

حضور انور کے ارشاد کے مطابق ناصرات کو ''لندن آئی'' کی سیر کروائی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ سینٹرل لنڈن گھومنے کا موقع بھی ملا۔ نیز suttecrydon,southhall,sutton کی سیر بھی کی۔

فضلِ الٰہی:

ہم نے اپنے سفر کا آغاز دُعا سے کیا تو اور بڑی شدّت سے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس سفر کو بہت بابرکت فرمائے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے پیارے خلیفہ کا قُرب اور برکت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دُعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا اور ہماری ہر آرزو کو پورا کیا۔ الحمدُ للہ۔

پروگرام کے مطابق حضورِانور کے ساتھ کلاس کے علاوہ دو جمعۃ المبارک میں شمولیت بھی تھی۔ پہلا جمعہ حضورپُرنور کی اقتداء میں ادا کرنے کی توفیق ملی۔ اگلے دن کلاس میں تقریباً ایک گھنٹہ حضورپُرنُور کی صحبت میں بیٹھنے کی توفیق نصیب ہوئی اور حضورپُرنور کے ساتھ نمازوں کی ادائیگی کی بھی توفیق ملی۔ دل میں خُدا کی حمد کے ترانے پڑھتے ہوئے بیت الفتوح واپس آئے تو یہ جان کر کہ حضور انور اور پیاری آپا جان شادی پر رونق افروز ہونگے اور ہم سب بھی مدعو ہیں۔ بے اِنتہا خوشی ہوئی۔ دل سے بے اِختیار نکلا ''میں ہوا تیرے فضلوں کا منادی'' دِل خُدا کے حضور جُھک گیا اور خدا کا شکر بجالائے۔ نہ صرف اِس مبارک و پاک جوڑے کا دیدار نصیب ہوا بلکہ نمازیں بھی حضور کی امامت میں ادا ہوئیں۔ الحمدللہ علیٰ ذلک

اگلے دن **آپا جان** سے ملاقات تھی، آپا جان کی پیاری باتیں سن کر ہم واپس جانے لگے تو ہم سب ورطہ حیرت میں رہ گئے کہ حضورِانور بالکل ہمارے سامنے تھے ایسے لگتا تھا دل رک گیا ہے چاروں طرف نور ہی نور ہے۔ ہم بھول گئے کہ حضور نے اپنے گھر تشریف لے جانا ہے۔ ہماری جان قربان اس ہستی پر۔ مسکرا کر فرمانے لگے ''ادھر بھی کلاس لگالی ہے''

حضور کے ارشاد کے مطابق ہم نے ناصرات کو **''لندن آئی''** دکھانے کا پروگرام بنایا۔ اُس دن سخت سردی اور بارش کی پیشن گوئی تھی مگر یہ فضلِ الٰہی ہی تھا اور خلافت کی برکات کہ بارش کا نام ونشان مٹ گیا اور موسم نہایت ہی خوشگوار ہو گیا اور سورج نکل آیا اور سب اس سیر سے بہت لُطف اندوز ہوئے۔ الحمدللہ

یوں آٹھ دن خداتعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کو سمیٹنے کا بھرپور موقع ملا جو عقیدتیں اور جو شفقتیں اور محبتیں پیارے آقا کی صحبت میں رہ کر سمیٹ آئیں ہیں۔

خدا کرے کہ ہم اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے بنیں اور جماعت احمدیہ کے لئے کارآمد وجود بنیں۔ آمین

(محترمہ شمسہ خالد نیشنل سیکرٹری ناصرات)

ترانہ ناصرات

نبیلہ رفیق مجلس درامن

ہیں ہم ناصرات مسیح الزماں کی
بنیں دست وبازو امام الزماں کی

رہے لب پہ نعرہ محبت ہے سب سے
بغض ہے نہ نفرت، عداوت کسی سے

اُٹھائی قسم ہم نے صدق و وفا کی
ردا اوڑھ رکھی ہے شرم وحیا کی

ہیں تابع خدا اور محمد مسیح کی
مددگار ہیں ہم خلافت کے در کی

کریں جنگ باطل سے ہر سو ہمیشہ
رہیں قانتاتِ خلافت ہمیشہ

ہیں ہم بلبلیں، صحن احمد بسیرا
وہ جگنو بنا جو مٹادے اندھیرا

عطا کر ہمیں صفتِ مریم خدارا
صدیقہ بنیں آرزو ہے خدارا

رہیں خادماتِ خلافت سراسر
حیا ہو غنا ہو وفا ہو سراسر

ہیں ہم ناصرات مسیح الزماں کی
بنیں دست وبازو امام الزماں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی واقفات نو ہیمبرگ (جرمنی) کو نصائح

(مکرمہ مبشرہ مبارکہ حامد)

حضور انور نے فرمایا:

یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (التوبہ: 71) کہ جو اچھی باتیں ہیں ان کی ہم تبلیغ کرتے رہیں بتاتے رہیں، ہدایت کرتے رہیں اور بری باتوں سے روکتے رہیں۔ اچھی باتوں کے بتانے والے وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو خود اچھے کام کر رہے ہوں اور برے کاموں سے روکنے والے بھی وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو خود برے کاموں سے رک رہے ہوں۔ ہر واقفہ نو کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا:

کہ ایک احمدی بچی، ایک احمدی عورت کا فرض ہے، ہر ایک کا فرض ہے کہ ہر احمدی دوسروں سے (یعنی غیروں سے) مختلف ہو لیکن واقفہ نو جو ہے اس میں اور ایک عام لڑکی میں بڑا فرق ہونا چاہیے۔ آپ لوگوں نے اپنے آپ کو وقف کیا ہے بچپن یا پیدائش سے پہلے آپ کے ماں باپ نے آپ کو وقف کیا ہے۔ اور پندرہ سال کے بعد اپنے بانڈ کو renew کیا، اور وقف کیا ہے تو ہمیشہ یہ خیال رکھیں کہ جوانی کی عمر میں قدم رکھنے کے بعد آپ لوگوں کو ان چیزوں کی تلاش کرنی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔ نیکیاں کون سی ہیں؟ اللہ تعالیٰ کہتا ہے نیکیاں وہ ہیں جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہیں۔ برائیاں کون سی ہیں؟ وہ برائیاں جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہیں۔ پس نیکیوں کو اختیار کرنا، برائیوں سے رُکنا یہ خاص طور پر وقفِ نو کا کام ہے اور نیکیوں کی تلاش اور برائیوں سے رکنے کے لئے قرآن کریم کا پڑھنا ضروری ہے۔ قرآن کریم کی صرف تلاوت نہیں بلکہ اس کا ترجمہ بھی سیکھنا ضروری ہے۔ پس ایک تو یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ قرآن کریم صرف ناظرہ نہ پڑھ لیا کریں بلکہ اس کا ترجمہ بھی ساتھ پڑھیں۔ اس کی کمنٹری بھی پڑھیں جہاں جہاں available ہے تاکہ آپ کو پتہ لگے کہ آپ کی duties کیا ہیں۔ عام لڑکی کی طرح آپ کی ڈیوٹی یہ نہیں ہے کہ فیشن کر لیا اور بس ختم ہو گیا۔ یا یہ ڈیوٹی نہیں کہ لجنہ کے کام کے لئے ہفتہ میں ایک گھنٹہ آکر دفتر میں بیٹھ گئے یا لجنہ کا کام اپنے حلقہ میں کر لیا بلکہ پوری ذمہ داری واقفہ نو کی یہ ہے کہ ہر وقت یہ خیال رکھے کہ اس نے لوگوں کے لئے نمونہ بننا ہے۔ اور 24 گھنٹے کی یہ ڈیوٹی ہے۔ نمونہ گھر میں بھی، بہن بھائیوں کے لئے بھی، باہر بھی نمونہ بننا ہے اور دوسرے احمدیوں کے لئے نمونہ بننا ہے۔ پس اس بات کو میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں مَیں دوبارہ کہتا ہوں اس کو یاد رکھیں تبھی آپ لوگ صحیح کام کرنے والی ہو سکتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:

پس یہ ہمیشہ یاد رکھیں سچی اطاعت وہ ہے جو باوجود اس کے کہ آپ سے اچھا سلوک نہ ہو تب بھی کرنی ہے۔ یہی اس حدیث میں پڑھا یا گیا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ نے بھی یہ کہا ہے کہ اگر مصیبتوں کے پہاڑ بھی ٹوٹ پڑیں تو اللہ تعالیٰ کو نہیں چھوڑنا۔ اللہ کو پکڑ لیں تو سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ اگر دنیا والوں سے آپ نے کچھ نہیں لینا، نہ آپ کو اپنی سیکرٹری وقف نو سے کچھ لینا ہے، نہ آپ کو اپنی صدر سے کچھ لینا، نہ آپ کو اپنے کسی اور عزیز رشتہ دار سے کچھ لینا ہے۔ دنیاوی چیزیں جو لینی ہیں وہ بھی خدا تعالیٰ سے ہی لینی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:

پہلی بات نمازیں ہیں، اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے۔

دوسری بات قرآن کریم پڑھنا اس میں سے اچھائیوں کو نکال کر اپنے اوپر لاگو کرنا اور برائیوں سے بچنا۔

تیسری بات حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کو تفصیل سے پڑھو۔ تمہیں پتہ لگے گا کہ قرآن کریم کی تعلیم کا مطلب کیا ہے۔

چوتھی بات میرے خطبے جو میں دیتا ہوں ان کو باقاعدگی سے سنو۔ اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ میری تقریریں جو لجنہ میں کی ہیں انہیں سنو۔ لباس ہے حیا ہے، پھر میں بہت سی مختلف ہدایتیں حالات کے مطابق دیتا ہوں۔ انٹرنیٹ پر چیٹنگ ہے اس سے منع کیا۔ فیس بک پہ میں نے منع کیا کیونکہ اس سے غلط باتیں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ گناہ نہیں ہے، لیکن یہ چیزیں غلط کاموں کی طرف لے جاتی ہیں۔ پروگرام بہت سارے ٹی۔ وی پر آتے ہیں ان ملکوں میں گندے ہوتے ہیں ان کو بھی کبھی نہ دیکھو۔ اپنا مقصد صرف یہ رکھو کہ ہم واقفاتِ نو ہیں۔ ہم نے دنیا کی اصلاح کرنی ہے۔ دنیا کی اصلاح کرنے کے لئے بہت بڑی تبدیلی پہلے اپنے اندر پیدا کرنی پڑے گی۔ پھر ہی اصلاح کر سکتے ہو۔ اسکے بغیر نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں پیارے حضورِ انور کی ان قیمتی اور پُر حکمت نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 25 تا 31 جنوری 2013ء)

ناصرات کا صفحہ:

پیاری ناصرات !!!

مئی کا مہینہ ہماری جماعت کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کیوں کہ آج سے ۱۰۵ سال پہلے اسی مہینے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو تقریباً ۱۳۰۰ سال بعد دوبارہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق خلافت کی عظیم نعمت عطا ہوئی تھی۔ یہ دن ہمیں جماعت احمدیہ کی تاریخ اور اس وقت کی یاد دلاتا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہا السلام نے آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق مارچ ۱۸۸۹ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اس جماعت کا مقصد خدا اور بندے میں تعلق پیدا کرنا، بنی نوع انسان کو توحید پر قائم کرنا اور دنیا کی تمام قوموں کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کرنا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کے قیام سے لے کر ۱۹۰۸ تک تقریباً ۱۹ سال خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کے ساتھ اپنے مشن کو ہر قسم کی مخالفتوں کے باوجود جاری رکھا۔ اور بالآخر خدا تعالیٰ کے قانون کے مطابق وہ وقت آ گیا جب آپ کو اس دُنیا سے رخصت ہونا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو واپسی کے اشاروں کے ساتھ اس بات کی تسلی بھی دی کہ آپ کے بعد آپ کے مشن کی تکمیل کس طرح ہوگی۔ یعنی آپ کے بعد آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی اور اسی نظام خلافت کے ذریعہ تمام دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔ پھر وہ وقت آ گیا کہ آپ خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اور ہر احمدی کا دل خوف اور غم سے بھر گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے مشن کو خلافت کے عظیم نظام کے ذریعہ جاری رکھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ خلافت آج بھی ہم میں موجود ہے۔ اور اسی کے ساتھ جماعت کی ترقیات اور ہماری روحانی ترقیات وابستہ ہیں۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر چیز سے بڑھ کر اس خلافت کی نعمت سے محبت کریں۔ دل و جان سے خلیفہ وقت کی اطاعت کریں اور ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ خلافت راشدہ کی ناقدری کرنے والے ۱۳۰۰ سال تک کے لئے خلافت کی نعمت سے محروم کر دیئے گئے تھے۔

یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس خلافت کی نعمت کو قائم رکھنے کے لئے ہر طرح کی قربانیوں کیلئے تیار رہیں۔ خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق پیدا کریں اور سب سے زیادہ ان کے لئے دعائیں کریں کہ خدا تعالیٰ کی مدد و نصرت ہر دم ان کے شامل حال رہے۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ خلافت احمدیہ سے جڑے رہنے میں ہی ہماری ساری ترقیات کا راز مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت احمدیہ حقہ سے جڑے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪

لطائف:

۔ایک بے وقوف دوسرے سے۔ مجھے مچھلی پسند نہیں کیوں کہ اس میں کانٹے ہوتے ہیں۔
دوسرا بیوقوف۔ تو تم جوتے پہن کر کھالیا کرو نا!

۔ایک صاحب کانٹے میں کینچوا لگا کر مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ لیکن مچھلیاں پھنسنے کا نام نہ لے رہی تھیں۔ ان صاحب نے روٹی کا ٹکڑا لگایا پھر بھی کوئی مچھلی ہاتھ نہ آئی پھر انھوں نے گوشت کا ٹکڑا لگایا اور انتظار کرنے لگے، شام ہوگئی لیکن کوئی مچھلی نہ پکڑی گئی آخر انھوں نے تنگ آکر ڈور لپیٹی اور چند سکے پانی میں پھینک کر مچھلیوں سے کہا۔ کم بختو جو چیز تمہیں پسند ہو خود ہی خرید کر کھالینا۔

۔ایک شخص پلیٹ فارم پر ٹہل رہا تھا اس نے ٹرین کے ایک ڈبے میں ایک موٹا آدمی بیٹھا دیکھا تو اُس نے قریب جا کر پوچھا! کیوں جناب یہ کمرہ کیا صرف ہاتھیوں کے لئے مخصوص ہے؟
موٹے نے بڑی متانت سے جواب دیا! نہیں جی گدھے بھی یہاں تشریف لا سکتے ہیں۔

پہیلیاں:

۔ایک دکاندار ایک وقت میں دو کلوگرام وزن تولتا ہے مگر گاہک کو صرف ایک کلو گرام دیتا ہے کیوں؟
۔سمتوں کے علاوہ شمال، جنوب، مشرق اور مغرب میں کون سی بات مشترک ہے؟
۔ایک آدمی خالی پیٹ زیادہ سے زیادہ کتنے انڈے کھا سکتا ہے؟
۔ان دو کتابوں کے نام بتایئے جنھیں تمام مذاہب کے لوگ یکساں طریقے سے پڑھتے ہیں۔
۔وہ کون سا پھل ہے جو میٹھا ہے مگر بازار میں نہیں ملتا؟

(مرسلہ: مریم رضوان لورن سکوگ)

(جواب ڈھونڈیں)

٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪

پکوان:

کھائیے مگر بھوک رکھ کر

کھڑے مصالحے کا قورمہ :

اشیاء :

گوشت: 1000 گرام دہی: 500 گرام

گھی: 500 گرام پیاز: 1000 گرام

گرم مصالحہ ثابت: 60 گرام سرخ مرچ: 20 عدد

نمک: حسب پسند

ترکیب:

پیاز کو باریک لچھوں کی شکل میں کاٹ لیں پھر انہیں پتیلی میں ڈال کر نمک مرچ گرم مصالحہ (ثابت) گھی اور گوشت ڈال دیں۔ دہی کو اچھی طرح پھینٹ کر اوپر ڈال دیں اور پتیلی کو بند کر کے تقریباً دو گھنٹے تک اسی حالت میں پڑا رہنے دیں۔ پھر پتیلی آگ پر رکھ دیں اور آنچ ہلکی کر دیں۔ پانی نہ ڈالیں دہی جو پانی چھوڑے گا وہی گوشت کو گلانے کیلئے کافی ہوگا۔ پتیلی کا ڈھکن سالن پکنے کے دوران اٹھا کر دیکھ لینا چاہیئے کہ ابھی گوشت میں دہی خشک ہوا ہے یا نہیں۔ جب دہی خشک ہو جائے تو پتیلی چولہے سے اتار لیں اور چند منٹ کے بعد دوبارہ چولہے پر چڑھا دیں اور گوشت بھوننا شروع کر دیں جب سالن گھی چھوڑنے لگے تو اتار لیں۔ تازہ سبز دھنیہ ڈال کر گرم گرم پیش کریں۔ (امۃ اللطیف مجلس ہولملیا)

٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪

خوش گوار اور کار آمد کھانے سے علاج:۔

چاول اور ہائی بلڈ پریشر:

چاولوں میں وٹامن ڈی کیلشیم فائبر اور آئرن کی بڑی مقدار موجود ہوتی ہے۔ چاول میں سوڈیم بہت کم مقدار میں پایا جاتا ہے۔ اسلئے چاول کو ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کے لئے مفید سمجھا جاتا ہے۔ براؤن چاول میں ہر قسم کے سرطان کے خلاف مزاحمت کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔

انڈہ صحت کے لئے مفید ہے:

غذائی ماہرین نے کہا ہے موسم سرما میں انسان کو ہر روز ایک انڈا ضرور کھانا چاہیئے۔ انڈا انسانی صحت کے لئے نہایت مفید غذا ہے۔ یہ صحت کا ضامن ہونے کے ساتھ ساتھ موٹاپے کو بھی کنٹرول کر سکتا ہے۔

امراضِ قلب کے لئے مچھلی اور بادام کھائیں:

مچھلی میں شامل اومیگا تھری فیٹی ایسڈ دوران خون کو بہتر بنانے اور کولیسٹرول کو کم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ مچھلی کو روزانہ خوراک کا حصہ بنانا چاہیئے۔ اس کے ساتھ بلیو بیریز اور گرین ٹی میں موجود اینٹی اوکسی ڈینٹس مجموعی صحت کے علاوہ دل کے لئے بھی مفید ہے۔ بادام اور دیگر خشک میوہ جات میں موجود فیٹ کولیسٹرول کو کم کرنے میں مدد دیتا ہے۔

سر درد کا علاج، کیلا کھائیے:

ماہرین کا کہنا ہے کیلا کھا کر سر درد کا علاج کرنا ممکن ہے۔ کیلے میں موجود کاربو ہائیڈریٹس خون میں شکر کی مقدار کو درست سطح پر رکھتے ہیں۔ جس سے دماغ میں خون کی روانی معمول کے مطابق رہتی ہے۔ کیلا ہائی بلڈ پریشر کے لئے بھی اچھا ہے کیونکہ اس میں موجود پوٹاشیم جسم سے سوڈیم کو خارج کرتا ہے۔ مائیگرین (درد شقیقہ) والے افراد کو کھانے پینے اور نیند پوری کرنے کا خیال رکھنا چاہیئے۔

پستہ کا استعمال دل کے لئے مفید:

امریکی سائنسدانوں نے تحقیق کی ہے کہ پستہ کا استعمال بلڈ پریشر اور حرکتِ قلب کو کنٹرول رکھتا ہے۔ مشکل حالات میں پستہ دل کی حرکت کو نارمل کرنے میں کافی مدد دیتا ہے۔ ایک مطالعہ میں کچھ افراد کو غذا میں پستہ دیا گیا اور کچھ افراد کو پستہ نہیں دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پستہ استعمال کرنے والوں کے دل کی حرکت اور بلڈ پریشر بغیر پستہ غذا کھانے والوں کی نسبت کافی بہتر ہے۔ دن میں مٹھی بھر بغیر نمک والا پستہ کھانے سے یہ فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

صحت کارنر

بالوں کا گرنا، وجوہات اور علاج

ڈاکٹر فوزیہ صادق۔ مجلس نور

زندگی میں زیادہ تر لوگوں کو اِسی طرح عورتوں کو بھی بال گرنے کا تجربہ ہوتا ہے۔ عام طور پر بالوں کا گرنا وقفے وقفے سے ہوتا ہے۔ روزانہ ۱۰۰ سے ۱۵۰ بال تک کا گرنا نارمل ہے لیکن بعض اوقات اس سے زیادہ بال بھی گرتے ہیں اور اس کی وجوہات جاننا مُشکل بھی ہے اور ضروری بھی۔ بعض اوقات یہ مسئلہ اچانک ہوتا ہے اور بعض دفعہ آہستہ آہستہ۔ اس کی وجوہات کئی ہوسکتی ہیں۔ مثلاً

☆ **قدرتی طور پر عمر کے ساتھ ساتھ** بالوں کی کوالٹی اور اُن کے بڑھنے کی رفتار اوران کا گرنا زیادہ ہوتا جاتا ہے۔

☆ بعض اوقات بُہت زیادہ **ذہنی یا جسمانی دباؤ** یا بیماری وغیرہ بالوں کے گرنے وجہ بنتا ہے۔ جب ہم بُہت زیادہ stren میں ہوتے ہیں تو جسم سے B-vitamin اور معدنیات مثلاً zinc وغیرہ ضائع ہوجاتے ہیں۔ سر اور پٹھوں کے کھچاؤ کی وجہ سے خون کا دوران متاثر ہوتا ہے۔ اور بالوں کو مناسب خوراک نہیں ملتی اور اس لئے اُن کی جڑیں کمزور ہوجاتی ہیں اور بال گرنا شروع ہوجاتے ہیں۔

☆ خواتین میں **ہارمون کی تبدیلی** بھی بال گرنے کی اہم وجہ ہے۔ جیسا کہ ماہواری کے شروع ہونے، دودھ پلانے اور حمل کے دوران اور اِسی طرح ماہواری ختم ہونے کی عمر میں بالوں کا گرنا زیادہ اور عام ہے۔ لیکن دودھ پلانے اور حمل کے دوران ہارمون کی تبدیلی عارضی ہوتی ہے اور سال کے اندر اندر بال نارمل ہوجاتے ہیں۔

☆ بُہت سی **لمبی بیماریاں اور دوائیاں** بھی بالوں کے گرنے کی وجہ بنتی ہیں۔ مثلا stoffskifte جوڑوں کی بیماریاں اور جلدی بیماریاں وغیرہ۔ اِسی طرح خون میں jern یا فولاد کی کمی اور خوراک کی کمی بھی بالوں کے گرنے کا موجب بنتا ہے

☆ اسی طرح بعض اوقات **ڈپریشن** کے دوران استعمال کی جانے والی antidepressive دوائیاں، درد اور سوزش کم کرنے والی دوائی P.pille اور epilepsi یا مرگی کی دوائیاں بھی بال گرنے کی وجہ بنتی ہیں۔ اگر ہم بالوں کی صحت کی طرف توجہ دیں تو بالوں کا گرنا بند ہوسکتا ہے۔

☆ **zink** ایک ایسا مادہ ہے جو جسم میں ہارمون بنانے میں مدد کرتا ہے۔ اس لیئے اس کا استعمال ضروری ہے۔ یہ بادام، دوسرے میوہ جات اور بیج وغیرہ fetfisk، lammekjøtt وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔

☆ وٹامن B بالوں کی صحت اور نشو ونما کے لیئے ضروری ہے۔ یہ اناج اور گوشت وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔

☆ **cystein** بالوں کا دسواں حصہ اس پر مشتمل ہوتا ہے۔ انڈا، مچھلی، مرغی، گوشت اور دالوں وغیرہ کی پروٹین جسم کے اندر Cystein بنانے کے لیئے ضروری ہے۔

☆ فولاد بھی بالوں کی صحت کے لیئے ضروری ہے لیکن خون میں فولاد کی مقدار ڈاکٹر سے چیک کروانے کے بعد فولاد کی گولیاں استعمال کریں۔ omega fettsyrer بھی ہارمون کے اعتدال اور صحت کے لیئے ضروری ہے۔ اس لیئے ان کا روزمرہ استعمال بھی ضروری ہے۔

اسی طرح **Magnasium**، **پروٹین**، **وٹامن A ,C** بھی بالوں کی صحت کے لیئے ضروری ہیں۔

سب سے پہلے اپنے ڈاکٹر کے پاس جا کر مندرجہ ذیل چیزوں کو چیک کروائیں اور اُسکے بعد اگر کمی ہے تو اس کو پورا کریں۔

Blodprosent یا ہیموگلوبن (Hb)

خون کے سفید خلیوں کی تعداد (Laukocytter)

Elektrolytter ,Folinsyre,B12,jern,Magnesium,sink

stoffskifte یا Tu/TSH

یہ بھی یاد رکھیں کہ متوازن خوراک کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ متوازن خوراک سے مراد ہے کہ اس میں سبزیاں بھی ہوں، گوشت بھی ہو، مچھلی بھی ہو، مرغی بھی، سلاد بھی، اور دالیں بھی وراگر پھر بھی کمی ہو تو ملٹی وٹامن کی گولیاں استعمال کریں۔

لیکن یہ **بھی ضروری** ہے کہ **Hårprodukter بھی احتیاط** سے استعمال کیئے جائیں اور permanent blekning بھی بالوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

بالوں کی نشو ونما کے لیئے سر کی جلد میں مساج بھی فائدہ مند ہوسکتا ہے کیونکہ اس طرح سر کی جلد میں دورانِ خون کی بہتری ہوتی ہے اور بالوں کو خون اور خوراک بہتر طور پر ملتا ہے۔

= = =

’’اک یاد ہے جو دل میں رہے گی تمام عمر‘‘

(محترمہ زبیدہ شفقت صاحبہ مرحومہ دختر مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب ڈی جی خان واہلیہ مکرم محمد عثمان صاحب)

محترمہ امتہ السلام عقیل صاحبہ۔ مجلس پرنسدال

صحن کھچا کھچ عورتوں سے بھرا ہے۔جن میں قریبی رشتہ دار اورمحلّہ دار خواتین (احمدی اورغیراز جماعت) کی کثیر تعداد ہے۔ایک آواز جو بار بار کانوں میں پڑ رہی ہے کہ تمہاری ماں نہیں بلکہ ہماری ماں اللہ کو پیاری ہوگئی ہے اور ہمارے سر سے ماں کا سایہ اٹھ گیا ہے۔

یہ کون خوش نصیب ہے جس کے اس جہانِ فانی سے کوچ کر جانے پر اپنے تو اپنے غیر بھی بے حد دکھی اور رنجیدہ ہو رہے ہیں۔اور بعض وہ،جن کیلئے آپ کا وجود ایک سایۂ عاطفت سے کم نہ تھا پریشان ہیں کہ اب ہمارا کیا ہوگا۔ایک خاتون پاس سے بولیں تمہیں کیا معلوم کہ میرے لئے وہ کیا تھیں۔وہ شدت غم میں ہمدردی کے واقعات بیان کررہی ہیں۔تو دوسری بہن پاس سے بولیں کہ میرے لئے تو وہ ماں بھی تھیں اور باپ بھی۔تیسری اپنے آنسوؤں کو پلو سے صاف کرتے ہوئے بولی کہ میرا تو گھر ان کی بدولت چل رہا تھا(یعنی مالی طور پر بہت مدد کیا کرتی تھیں)۔الغرض حسین یادوں،خوبصورت لمحات اور یادگار واقعات کا ایک تانتا سا بندھا ہوا ہے۔

یہ نافع الناس،غریب پرور،خلق اللہ سے بے انتہا پیار اور ہمدردی کے جذبہ سے سرشار وجود ایک خادمِ سلسلہ سید محمد عثمان شاہ صاحب کی زوجہ محترمہ اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبشر مرحوم آف ڈی جی خان (مترجم بطرز جدید قرآن مجید) کی دختر نیک اختر اور میری بہت ہی پیاری اور عظیم امی جان زبیدہ شفقت صاحبہ ہیں۔جو مورخہ 20 مارچ 2011ء کو قریباً ایک ہفتہ علیل رہنے کے بعد طاہر ہارٹ ربوہ میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

وفات کے وقت والدہ محترمہ کی عمر قریباً 64 سال تھی۔قریباً 18 سال کی عمر میں ان کی شادی ہوئی۔رشتہ ازدواج سے منسلک ہونے کے بعد آپ کا چھیالیس سالہ دور ایک عمدہ بیوی،ماں اور ساس ہونے کا ثبوت تھا۔والدہ صاحبہ مرحومہ کے حالاتِ زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات پیش ہیں جن میں سے بعض والد صاحب اور بعض دیگر رشتہ داروں کے بیان کردہ ہیں اور بعض اپنی یادداشتوں پر مبنی ہیں۔

میرے نانا جان مرحوم (مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب) ڈی جی خان کے رہنے والے تھے۔اور بفضل تعالیٰ مخیّر افراد میں شمار ہوتے تھے۔اپنی بیٹی کی شادی،اپنے ہم زلف مولانا ظفر محمد ظفر صاحب مرحوم پروفیسر جامعہ احمدیہ کے بتائے ہوئے رشتہ پر کی۔جب نانا جان نے اس حوالہ سے دعا اور استخارہ کیا تو خواب میں ان کو نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی جس پر نانا جان نے فوراً رضامندی کا اظہار کردیا کہ لڑکا واقعہ ہی نیک ہے اور سادات میں سے ہے۔چنانچہ حسب نسب اور ذریعہ آمد وغیرہ کی چھان بین نہ کی اور رشتہ طے پا گیا۔

رحمانیہ منزل (والدین کا گھر) سے رخصت ہوکر جب والدہ محترمہ کی ڈولی احمد نگر کی تنگ گلیوں سے گزرتی ہوئی ایک کچے مکان میں لاکر رکھی گئی اور جب پیاری امی جان کو ایک چھوٹے سے کمرے میں دیوار کے ساتھ پڑی ایک چارپائی پر لاکر بٹھایا تو کمرے کی حالت دیکھ کر اندازہ لگاتی ہیں کہ شاید اس سے آگے بھی کوئی کمرہ ہوگا جو میرا حجلہ عروسی ہوگا لیکن یہ محض خیال ہی تھا ان کی تو اب کل کائنات ہی یہ تھی۔خیر اس حقیقت کے آشکار ہونے پر اس کو بدل و جان قبول کیا اور تمام عمر صبر وشکر سے گذاری۔

میں نے اپنی پیاری امی جان کو زندگی کے ہر میدان میں حقوق العباد کی ادائیگی بہترین طور پر کرتے ہوئے پایا۔بحیثیت بیٹی اپنے والدین کی اطاعت اور خدمت میں کوئی کسر نہ باقی رکھی۔بیوی بنیں تو اس رشتہ کو کامیابی سے نبھانے کی انتہاء ہوگئی۔سسرال کے حقوق پر نظر ڈالوں تو بے لوث خدمت اپنے ساس سسر کی بجالائیں۔ان کے لباس اور خوراک کا بہت خیال رکھتی تھیں۔مجھے یاد ہے کہ جب ہم چھوٹے تھے ہمارے دادا جان اور دادی جان کے لئے نازک اور نفیس سفید چینی کے بہت ہی خوبصورت پیالے ہوا کرتے تھے۔دادی جان چونکہ بیمار رہتی تھیں اس لئے ان کے ساتھ تو خاص توجہ اور پیار کا سلوک ہوتا تھا اور وہ بھی امی جان سے بے حد پیار کرتی تھیں۔

والد صاحب کی چونکہ کوئی زمین جائیداد نہ تھی صرف دفتر سے ملنے والی تنخواہ تھی اس لئے والدہ محترمہ کے پاس گھر کی ذمہ داریاں نبھانے کے لئے محنت کے علاوہ اور

کوئی راستہ نہ تھا۔اس انتہائی جفاکش اور پیار کرنے والے وجود نے اپنی شادی کے ابتدائی ایام ہی سے محنت کر کے اپنے خاوند کے لئے ایک پائیدار سہارا بننے کا ثبوت دیا۔سلائی کا کام شروع کیا اور خوب محنت کی۔اور پھر پیاری امی جان کی محنتوں اور وفاؤں کا سلسلہ کپڑوں کی سلائی پر ہی نہیں ختم ہو جاتا بلکہ آپ نے نرسنگ کا کورس کیا اور زچہ بچہ کلینک یعنی میٹرنٹی ہوم کھول لیا۔یہ کام انتہائی محنت طلب اور چوبیس گھنٹے ڈیوٹی والا کام تھا۔اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضلوں سے پیاری امی جان کی معمولی تعلیم کے باوجود اس کام میں اس قدر خیر اور برکت ڈالی۔اپنے مریضوں کے ساتھ اس قدر ہمدردی، پیار اور شفقت کا سلوک فرماتیں کہ بیان سے باہر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پیاری امی جان کو بے انتہا خدمت خلق کی توفیق عطا کی۔غریب اور مجبور لوگوں کی مدد نہ صرف فی سبیل اللہ کرتیں بلکہ زچہ بچہ کی صحت کا خیال رکھتے ہوئے ان کے کپڑوں اور خوراک کا بھی انتظام فرماتیں۔ان میں غیر از جماعت گھرانے بھی تھے۔اور یہی وہ لوگ تھے جو امی جان کی وفات پر زار و قطار رو رہے تھے۔اور یقیناً ان کو اپنی محسن کی جدائی کا غم تھا۔

پیاری امی جان نے محنتیں کر کے، کمیٹیاں ڈال کر بچوں کو اچھی تعلیم دلوائی اور بڑے بھائی کو جرمنی بھیجا پھر بڑے بھائی کے تعاون سے باقی چار بیٹوں کو جرمنی اور انگلینڈ بھیجا۔کیا مہمان نوازی اور کیا ہمسائیوں سے سلوک۔اس مختصر مضمون میں کیا کیا بیان کروں، آپ تو ہر کام میں اپنی مثال آپ تھیں۔

میں نے اپنی امی جان کو ہمیشہ غریبوں کی شادیوں میں بڑے شوق سے شمولیت کرتے دیکھا تھا۔امراء کی دعوتوں میں جانے سے اکثر کتراتی تھیں۔ایک دفعہ جب میں نے استفسار کیا تو کہنے لگیں ''بیٹا غریب انسان کے جذبات کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔کمزور اور غریب کا دل بہت نازک ہوتا ہے۔ان کا دل نہیں توڑنا چاہیئے۔

بیٹیوں کے ساتھ تو ہر ماں ہی بہت پیار کرتی ہے۔لیکن میں نے اپنی امّی جان کو اکثر بہوؤں کیساتھ بیٹیوں سے زیادہ پیار کرتے ہوئے پایا۔ہر بہو اپنے تئیں سمجھتی تھی کہ امی اسے دوسری سے زیادہ پیار کرتی ہیں۔ان بہوؤں نے بھی ہمیشہ بیٹیاں ہونے کا ثبوت دیا۔امی جان کی وفات کے بعد جب میں نے بھابھیوں سے آپ کا ذکرِ خیر سنا تو امی جان کے نصیب پر رشک آ رہا تھا کہ کس قدر نصیبوں والی تھی وہ ساس جس کی بہوئیں آج بھی ساس کا ذکر کرتی ہیں تو اُن کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔

پیاری امی جان جہاں دوسروں کے حقوق کا خیال رکھتی تھیں وہاں خود اپنی ذات کو بھی فراموش نہ کرتی تھیں۔اچھا پہننے اوڑھنے کی شوقین تھیں۔انتہائی تنگ دستی میں بھی ایک دو جوڑے بہت اچھے بنا لیتیں، جوتی اور برقعہ کا بہت خیال رکھتیں کہ جب مسجد یا اجلاس میں جائیں تو کسی کو ہمارے مالی حالات کا علم نہ ہو۔ہمیشہ ہر ایک کو مسکراتے چہرے سے ملتیں۔حال پوچھنے پر ہمیشہ شکر الحمدللہ کہنا اور اللہ کے فضل اور احسان کا تذکرہ کرنا آپ کا وطیرہ بن چکا تھا۔چندے کی رقم پہلے ادا کرتیں کہ پہلے چندہ باقی کام بعد میں ہونگے۔

پیاری امی جان بہت ہی خوش مزاج اور مزاحیہ طبیعت رکھتی تھیں۔بات سے بات نکال کر بروقت جملہ بول کر مجلس کو رنگین بنا دیتی تھیں۔اللہ تعالیٰ نے امی جان کو دوسری نعمتوں کے ساتھ پرسوز آواز سے بھی نوازا تھا۔چنانچہ 1964ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر نظم پڑھنے کا بھی موقع ملا۔میں جب بھی قرآن کریم کی تلاوت کرتی ہوں تو امی جان کی تلاوت یاد آ جاتی ہے۔

آج جب یہ مضمون لکھنے بیٹھی ہوں تو بار بار میرا دھیان اپنی پیاری نانی جان مرحومہ فرخندہ بیگم صاحبہ کی طرف جا رہا ہے۔خدا تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں ان پر جنہوں نے اپنی بیٹی کی اتنی شاندار تربیت کی۔اس نیک پرخلوص اور انتہائی سادہ مزاج شوہر اور صابرہ و شاکرہ بیوی کو مولا کریم نے بہت نوازہ۔دو بیٹیوں اور سات بیٹوں سے نوازا۔اور امی جان نے اپنی زندگی میں اپنے شوہر کا دستِ راست بنتے ہوئے اپنے نو بچوں کی تعلیم و تربیت اور شادیوں جیسے اہم فریضہ جات ادا کرنے کی توفیق پائی۔پس آپ کی جدائی یقیناً ایک سایۂ عاطفت کے اٹھ جانے کے مترادف ہے۔

یہ داغِ جدائی ہے کہ پیغام اجل ہے
زندہ کوئی رہتا ہے اوروں کے سہارے

اے ہماری پیاری ماں! تیری پیاری اور خوشگوار یادوں سے ہم سب کے قلوب و اذہان معطر ہیں اور اس جدائی کے حزن سے محزون و مغموم ہیں۔اور آپ کی وفات کا بہت صدمہ ہے مگر اے ہمارے پیارے محبوب حقیقی!!!

''راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو بھی خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنیکی توفیق دیتا چلا جائے۔آمین

دعائیہ اعلانات

۱۔محترمہ امتہ الکریم صاحبہ اپنے بچوں اور شوہر کی اچھی صحت اور کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۲۔عزیزہ بارعہ ماہم اپنی تعلیمی میدان میں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۳۔محترمہ امتہ المحسن صاحبہ اپنی فیملی کی صحت وسلامتی اور ہر قسم کی پریشانیوں سے محفوظ رہنے کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۴۔محترمہ حنا گل صاحبہ اپنی فیملی کی خیر وعافیت اور صحت وسلامتی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

۵۔محترمہ نذیرہ بانو صاحبہ اپنی نواسی شائمہ ڈار جس کی شادی حال ہی میں ہوئی ہے کی کامیاب اور خوش کن زندگی اور اپنی صحت والی فعال زندگی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

۶۔محترمہ امتہ الحئی فرحت صاحبہ اپنے بیٹے کی شادی کے بابرکت ہونے اور کامیاب زندگی کے لئے اور اپنے لئے دعاؤں میں یاد رکھنے کی درخواست دعا کرتی ہیں۔

۷۔محترمہ لبنیٰ آفتاب صاحبہ اپنی فیملی کیلئے درخواست دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اان کو ہمیشہ اپنے حفظ وآمان میں رکھے۔

۸۔محترمہ امتہ الرؤوف صاحبہ اپنی پوتی علیزہ شاہ کے ایک سال کے ہونے کی اور اپنے نواسے ریان احمد کے دو سال کے ہونے کی خوشی میں دونوں کی صحت وسلامتی والی لمبی عمر، خادم دین اور دن دونیا کی حسنات کے وارث ہونے کی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ یہ دونوں وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہیں۔

۹۔محترمہ عفت وحید صاحبہ نیا گھر خریدنے پر کہ یہ گھر ان کی فیملی کیلئے ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور ان کی فیملی کو ہر شر سے محفوظ رکھنے کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۱۰۔محترمہ فرح دیبا صاحبہ اپنے خاوند، بچوں اور اپنی صحت وسلامتی کیلئے اور بچوں کے نیک وصالح اور نیک مقدر ہونے کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۱۱۔محترمہ عائشہ چیمہ صاحبہ اپنے شوہر، بچوں اور اپنی صحت کے لئے اور تمام مشکلات ومصائب سے محفوظ رہنے کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۱۲۔محترمہ فوزیہ منظور صاحبہ اپنا نیا گھر خریدنے پر اس کے بابرکت ہونے اور اپنے شوہر اور بچوں کی صحت وسلامتی والی دراز زندگی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۱۳۔محترمہ امتہ الصبور صاحبہ اپنے شوہر، بچوں اور اپنی صحت وسلامتی اور بچوں کی اعلیٰ کامیابیوں اور نیک مقدر ہونے کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۱۴۔محترمہ فرحت ناز صاحبہ اپنی فیملی کے ہر شر سے محفوظ رہنے اور اپنی صحت و سلامتی والی زندگی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۱۵۔محترمہ عفیفہ رزاق صاحبہ اپنے شوہر، بچوں اور اپنی صحت کے لیئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۱۶۔محترمہ طاہرہ افتخار صاحبہ اپنی فیملی کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۱۷۔محترمہ نادرہ ناصر صاحبہ اپنی فیملی کی صحت وسلامتی اور تمام مشکلات سے محفوظ رہنے کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۱۸۔محترمہ امتہ الرؤوف مبارک صاحبہ اپنے بیٹے سید طارق شاہ کے نیا گھر خریدنے پر اس کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے، رحمتوں سے بھرنے اور فیملی کے خوشیوں سے رہنے کے لئے نیز اپنے میاں، اپنی امی جان اور باقی سب بچوں کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۱۹۔محترمہ امتہ القدوس قدسیہ صاحبہ اپنے بیٹے عزیزم عارف کریم کا نکاح عزیزہ نورین نثار کیساتھ ہونے پر رشتے کو جانبین اور جماعت احمدیہ کے لئے بابرکت ہونے کی درخواست کرتی ہیں۔

۲۰۔محترمہ منصورہ نصیر اپنے شوہر کی صحت وسلامتی والی فعال لمبی زندگی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Barnesiden

Hvem spiser hva? Sett strek mellom det som hører sammen

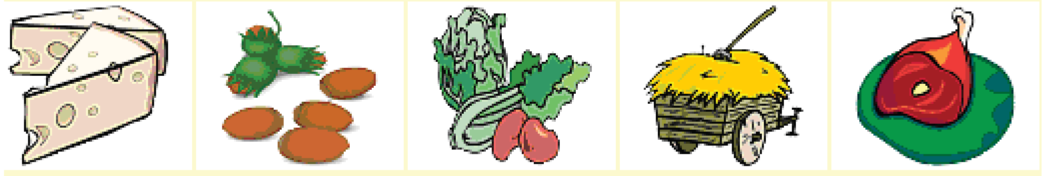

Koble sammen tallene etter riktig rekkefølge og finn ut hva dette er? Fargelegg gjerne når du er ferdig!

samler til seg bakterier. En dame fra Bradford fortalte meg en gang at da hun var på umrah eller hajj, møtte hun en ikke-ahmadi muslim som mislikte hennes måte å dekke seg til på; at hun ikke hadde dekket til hele ansiktet sitt. Denne ikke-ahmadi kvinnen hadde dekket seg til veldig mye. Da hun kom til London derimot, tok hun av seg burkaen sin, og under denne hadde hun på seg jeans og T-skjorte. Ahmadi kvinnen sa til henne: «Du mislikte min måte å dekke meg til på, men legg merke til at jeg er den samme her i London som jeg var i Mekka og Medina» Det eneste disse menneskene klarer er å protestere. Faktisk, blir neglene deres beskyttet av å ha på neglelakk for da når ikke bakteriene negleoverflaten.

Spørsmål: I kunst og håndtverksklassen min malte vi en gang ulike ting. Da sa en jente i klassen at i islam er ikke slikt tillatt?
Svar: Ikke-ahmadier sier sånt, men det gjør ikke noe å male i timen der ting er ferdige når timen er ferdig. Sånne ubetydelige malerier gjør ingenting

Spørsmål: Min ikke-ahmadi venninne har en veldig fin personlighet, men hun tror ikke på Gud og sier mye fælt om Ham. Burde jeg fortsatt være venn med henne?
Svar: Du kan være venn med henne og forklare henne forsiktig om Gud. Men ikke vær direkte når det gjelder ting om Gud, for det kan hende at hun sier noe grenseløst fælt om Ham. Vår første Khalif[ra] fortalte om en gutt som sendte ham et brev en gang og sa: «Mine tanker om tro har begynt å endre seg». Vår første Khalif svarte han: «Bytt plass». Det viste seg i ettertid at personen den gutten pleide å sitte ved siden av var en ateist.

Spørsmål: Har vi lov til å være venn med ikke-ahmadi muslimer?
Svar: Dere kan være venn med de. Men pass på å være sterke i deres egen tro slik at intet av det de sier påvirker dere. Dere skal ikke forlate Ahmadiyya Islam. Den Utlovede Messias[as] sin påstand var at han var Messias, Mahdi og hele Ummaens Profet.

Råd fra Apaa Jaan: Dere har hatt class med Hudoor[aba]. Intet av det dere har lært der har verdi hvis ikke dere følger hans formaninger. Når det gjelder tildekkelse må dere dekke håret deres til på en sånn måte at ikke et eneste hårstrå synes.

Spørsmål: På skolen tar man gruppebilder/klassebilder. Disse går da hjem til hver eneste elev. Kan man ta klassebilder?
Svar: Til dette svarte Apa Jaan at dersom kåpen din ikke er så stram, du har på deg hijab, at du står ved siden av jenter og at det er en liten klasse så er det ingen fare. Dersom det er en litt større klasse så vil jeg si at dere kan rådføre dere med Hudoor[aba].

Spørsmål: Jeg har skrevet en artikkel til avisen om purdah. Jeg fikk kommentarer på artikkelen min. Burde jeg svare tilbake på dette?
Svar: Du burde fortsette å skrive helt til du får positiv tilbakemelding.

Spørsmål: Før Hudoor[aba] ble valgt til Kalif, fikk du noen drømmer angående dette?
Svar: Nei, jeg fikk ingen drømmer. Da dette hendte var det kveldstid i Pakistan og jeg følte noe i hjertet mitt som sa at jeg burde be for min mann. Derfor drev jeg og ba konstant. Jeg forsøkte å få tankene mine på et annet sted, men til ingen nytte.

Spørsmål: Når jenter blir eldre, hvorfor blir de bedt om å være forsiktige, gang på gang?
Svar: Fordi skamløsheten i verden øker konstant og i de landene dere bor i er frihetens grenser enda større. Hvis man f.eks. tar en titt på de ulike TV programmene som vises vil dere se at friheten der har ingen grenser, alt er tillatt. Dere har selvfølgelig lov til å se på TV dramaer men hold dere unna to ting: skamløshet og avgudsdyrkelse. Ikke ta dere nært av det mødrene deres sier til dere. Fordi deres mødre vil kun deres beste. Da jeg var liten pleide min mor også å lære meg alt mulig rart. Hvordan jeg skal spise, hvordan jeg skal være, osv. En gang i Afrika fikk vi muligheten til å spise middag hos en familie. De spiste på en sånn måte at jeg nesten ble kvalm av å se på dem. Da ba jeg mye for min mor som ga meg en ordentlig oppdragelse. Hør derfor på mødrene deres, og mødre bør også være kjærlige når de forklarer noe til sine barn.

Spørsmål: Min venninne, som er ikke-ahmadi muslim, sier at bønn ikke blir godtatt når man har på seg neglelakk?
Svar: Neglelakk hindrer ikke bønn. Man har mye oppmerksomhet rundt det med neglelakk, men fokuset er ikke like fullt på hvor lange negler man har. Lange negler

SPØRSMÅL OG SVAR FRA NASIRAT SITT MØTE MED HADRAT APAA JAAN I LONDON – DESEMBER 2012

Oversatt av: Amna Javaid og Annum Saher Islam

Ved hjelp og velsignelser fra den allmektige Gud, gav Apa Jaan Nasirat-ul-Ahmadiyya Norge litt tid til å sitte og snakke med dem. Måtte Allah velsigne henne og Hudoor og gi dem det beste av både det religiøse livet og det verdslige livet.
Sammendrag av møtet med Hadhrat Apa Jaan følger nedenfor slik at de jentene som ikke fikk vært med får et innblikk i hva som foregikk under dette velsignede møtet.

Spørsmål: Vi Nasirat ble veldig glade over at Hudoor[aba] gav oss tid og møtte oss.
Svar: Disse møtene med Hudoor[aba] er verdt å ha dersom dere handler slik Hudoor[aba] har fortalt dere. Dere satt i det møtet, dere lyttet til det Hudoor[aba] hadde å si og det vil være veldig sørgelig dersom dere ikke forsøker å følge dette. Det følger noen plikter ved det å være en Ahmadi ved at du forsøker å forandre deg til det positive og at dere spesielt passer på deres purdah og hva dere bruker av klær. Det å ha på seg kort skjorte over bukse er ikke passende. Hudoor[aba] har ved flere anledninger rettet oppmerksomhet mot dette temaet.
Apa Jaan fortalte Nasirat at det var en jente i Canada som spurte henne om hvorfor det er så strengt med purdah her og ikke like strengt i Pakistan. Til dette svarte Apa Jaan at da hun var i Pakistan var det en jente som spurte henne akkurat det samme spørsmålet om hvorfor det var så strengt med purdah i Pakistan i forhold til verden forøvrig.

Spørsmål: En jente i Canada stilte dette spørsmålet; På den ene siden sier man at det ikke er tvang i religionen mens på den andre siden blir vi nødt til å gjøre purdah.
Svar: Til dette svarte Hudoor[aba] at det å konvertere til islam er ingen tvang og når du velger å følge islam så blir du forpliktet til å følge den Koranske læren. Det som trengs er at du følger de reglene som er nedskrevet i Koranen.

samlet på et sted, der det var mange folk fordi det står at over 3000 personer ble kristene første dagen.

Det som skjedde på pinsedagen er faktisk den største begvinheten i kirkens historie. For det var på pinsedagen kristne kirken ble opprettet. Det er derfor pinsen også blir kalt for «kirkens fødselsdag».

Hos norske kristne er det ikke så veldig stor feiring av Pinse. De som i det hele tatt feirer denne høytiden, går vanligvis på Pinsegudstjeneste. 1. Pinsedag leser de fra Apostlenes Gjerninger om Den Hellige Ånd ble utgytt over apostlene. Den dagen er det mye sang og lovprisninger i kirken.

Når kan pinsen komme?

Første pinsedag blir feiret den syvende søndag etter første påskedag. Første og andre pinsedag er bevegelige markeringsdager som faller enten i mai eller i juni.

Når pinse kan komme er helt avhengig av når første påskedagen er. Derfor kan dato på pinsen tidligst falle på 10. mai og senest den 13. juni.

Kilder: Pinse.no, Kirken.no, wikipedia.org/wiki/Pinse, bibel.no

Pinse

Saleha. M.Ahmed

50 dager etter påske viser kalenderen pinse. Pinse er kristenes tredje store høytid. Pinse feires 50 dager etter at Jesus[as], stod opp fra de døde ifølge det nye testamente i bibelen. Dagen blir market til minne om at Den hellige ånd kom til apostlene.

Ordet pinse er et gresk ord «pentekoste» som betyr femtiende. Opprinnelig var pinsen en jødisk fest som ble feiret på slutten av den jødiske påsken. Markeringen var til å minne om da Moses[as] tok i mot de ti bud på sinai, denne festen ble feiret 50 dager etter den jødsike påsken.

I følge kristne dro Jesus[as] opp til himmelen på kristihimmelfartsdag og lovet at han igjen skulle komme til disiplene ved sin Hellige Ånd og at de skulle få kraft.
I bibelen kan man lese at når apostelene var samlet i Jerusalem for å feire den jødiske pinsefesten, ti dager etter at den oppstandne Jesus[as] hadde forlatt dem på kristihimmelfartsdag, kom Den Hellige Ånd over dem. Den hellige Ånd gjorde at alle apostelene kunne snakke å forstå all verdens språk. Apostelene fikk beskjed om å spre budskapet om Jesus Kristus til hele verden.

I Apostlenes Gjerninger står det:

”Da pinsedagen kom, var de alle samlet. Med ett kom det et brus fra himmelen som når det blåser en sterk storm, og det fulte huset hvor de satt. Tunger liksom av ild kom til syne, og de delte seg og satte seg på hver enkelt av dem. Da ble de alle fylt av Den hellige Ånd, og de begynte å tale i andre tungemål etter som Ånden gav dem å forkynne.”

(Apostlenes Gjerninger 2:1-4)

Når Den Hellige Ånd kom over disiplene, må det ha vært flere tusen folk som var vitne til hva som skjedde på pinsedagen med disiplene. Med andre ord må disiplene ha vært

håndklær fungerer dårlig fordi huden varmer dem opp. Vannet bør være kjølig, men ikke for kaldt. Barn skal ikke kjøles med annet enn lunkent vann. Bruk ikke is. Is kan skade huden ytterligere.

- Hold det forbrente området høyt hevet for å unngå at det hovner opp.
- Ta av smykker og klokker som sitter i nærheten av det skadede området. Hvis en ring sitter på et område med hevelse, kan den klemme av blodsirkulasjonen.
- Ta klær av det brente området når det er avkjølt. Dra imidlertid ikke av klær som sitter fast i huden.
- Hvis du må til legen, dekk til brannskaden før du reiser. Tynn plastfolie fungerer godt. Ikke surr noe rundt armen eller benet. Legg i stedet på lagvis og hold bandasjen eller folien på plass. Ikke bruk noe som er klebende, som plaster, eller loete som bomull. Ikke smør fett, krem eller olje på brannskaden.
- Smertestillende som paracetamol og ibuprofen kan lindre smerten.
- Ikke lag hull på blemmer hjemme før de sprekker av seg selv. Dette kan åpne huden for bakterier.
- Stivkrampesprøyte kan være nødvendig dersom det er lenge siden du fikk det.

Fremtidsutsikter

De fleste overflatiske brannskader gror i løpet av to-tre uker. Førstegradsforbrenninger tilheler i løpet av to-tre dager uten videre behandling. Overflatiske skader gir vanligvis ikke arr selv om du har blemmer.

Hvis hudoverflaten brytes og det dannes brannsår, øker faren for at bakterier lager en infeksjon. Dette kan føre til at såret ikke leges eller at du føler deg syk og får feber. Da må du oppsøke lege eller sykepleier for å få brannskaden renset. Det er viktig å holde såret rent og tildekket.

Tynn og hårløs hud på innsiden av ben og armer tilheler saktere enn hårdekket og tykkere hud, for eksempel i hodebunn.

Hva er symptomene?

Overflatiske brannskader er rosa eller røde. Ved dype brannskader vil huden også kunne være rød, men her er blodsirkulasjonen dårligere.

Det kan være vanskelig å skille en overflatisk fra en dyp 2. gradsforbrenning. Legen vil ofte be deg komme tilbake om to-tre dager fordi skadedybden kan øke på denne tiden. Skadene gjør svært vondt ved overflatiske skader. Ved 2. gradsforbrenning vil du også få blemmer. Blemmene er væske fanget under løsnet hud.

Det er ikke alltid lett å fange opp en dyp brannskade. Grunnen er at de ikke alltid gjør vondt. Ved 3. gradsforbrenning er nervene som signaliserer smerte i huden skadet. De mest alvorlige brannskadene kan derfor være smertefrie. Huden kan da også være hvitaktig som voks.

Hva bør du gjøre?

Hvis brannskaden er liten, med for eksempel bare et par små blemmer, kan du behandle den hjemme. Hvis det blemmefylte området imidlertid er større enn fem centimeter, eller går hele veien rundt en finger, tå, arm eller ben bør du oppsøke lege straks. Brannskaden må renses og bandasjeres godt. Den lokale legevakten vil kunne hjelpe.

Oppsøk alltid lege hvis barnet ditt har en dyp eller stor brannskade eller hvis ansiktet, hender, føtter eller kjønnsorganer er rammet. Barn under to år bør tas til lege med mindre skadene er helt minimale.

På apoteket vil du få hjelp til å velge en passende bandasje. På legevakten vil du få hjelp med vurdering, rensing og bandasjering.

Her en noen førstehjelpstips som kan begrense brannskader.

- Avkjøl det brente området øyeblikkelig ved å holde det under rennende vann i minst 20 minutter. Du kan også bruke et kar med vann eller en svamp. Våte

Brannskader

Saadiqa Qadeer

Overflatiske brannskader rammer de øverste lagene i huden, og kan være svært vonde. De gror imidlertid uten arrdannelse.

Hva er en overflatisk brannskade?

I overflatiske brannskader er bare de øverste hudlagene skadet. De dypere hudlagene er uskadet. Dette betyr at huden kan leges helt eller nesten uten arr. Det betyr også at tilhelingen skjer raskere. Behandlingen av overflatiske brannskader er annerledes og enklere enn av dype. Overflatiske brannskader deles inn i:

- 1. gradsforbrenning: Et vanlig eksempel på dette er lett solbrenthet. Her er bare det øverste hudlaget, som kalles epidermis eller overhuden, skadet.
- 2. gradsforbrenning, overflatisk: Her har forbrenningen også skadet øvre deler av hudens andre lag, dermis, også kalt lærhuden. Når dette hudlaget skades, dannes det blemmer. Når dypere deler av dette hudlaget skades, kalles det 2. gradsforbrenning, dyp.

Utsatte grupper

Det er svært vanlig at barn ved uhell får brannskader. Mange barn skades av kokende vann fra kjeler og panner, svært varm drikke som kaffe og te og varme overflater som strykejern, ovnsdører og kokeplater. Det er viktig å holde et øye med barn på kjøkkenet, spesielt når du lager mat.

Eldre mennesker skader seg oftere på badet, for eksempel fordi de trår i badekaret når vannet er for varmt. Eldre mennesker kan ha demens eller nedsatt smertesans og merker derfor ikke varmen godt nok.

Lese Koranen er av essensiell betydning i Ramadan. Erkeenglen Gabriel pleide å repetere hele Koranen hver ramadan sammen med Profeten[saw]. Det er også av stor betydning at man leser oversettelsen av Koranen, og stuper i dybden av skattene av kunnskapen den tilbyr oss. Det legges vekt på at man i Ramadan bruker tid på å sette seg inn i budskapet Koranen gir.

Man kan sitte ’Itikaf de 10 siste dagene av Ramadan. Da avskjærer man seg fullstendig fra verden og dedikerer 10 dager kun til ihukommelse av Gud og bønn. Hvis man velger å sitte ’Itikaf avskjærer man seg også fra sin ektefelle, og det er ikke tillatt med kjønnslig samkvem om natten heller, slik det er ellers i ramadan.

Almisser

En annet poeng fasten har er at vi skal føle sult på kroppen vår. Denne sulten skal øke vår medmenneskelighet mot de mindre heldige i samfunnet. Det er viktig at vi viser takknemlighet mot Gud og blir hans verktøy til å hjelpe andre som trenger hjelp.
Det sies at Profeten[saw] økte sin intensitet i almisser i ramadan så mye som regnet tiltar under storm.
Vi burde alle følge hans eksempel.

Kilder:

1. Ramadan and its Blessings, Sheikh Mubarak Ahmad
2. Fredagstale 10.06.1983 av Khalifatul Masih IV, Hadhrat Mirza Tahir Ahmad
3. Religious history of fasting, Zia H shah MD
4. Video: Ramazan and Eid in the light of Fiqah
    a. http://www.alislam.org/v/k-Ramadhan.html
5. Video: Questions about ramadhan, holy month of muslims fasting, faith matters.
    a. http://www.alislam.org/v/1605.html

Hvem skal og skal ikke faste

Fasten er påpudt alle voksne, bortsett fra de syke, de som er på reise, kvinner som er gravide eller kvinner som ammer. Man skal heller ikke faste om man er under en midlertidig påkjennende situasjon, der fasten kan skade deg fysisk eller psykisk. Dette gjelder for eksempel for folk under studier under en eksamens periode[4].

Hvis tilstanden er midlertidig. Midlertidig sykdom, eller ved graviditet, amming eller en påkjennende situasjon er muslimer påbudt å faste et likt antall dager, som de ikke fastet under ramadhan, på et annet tidspunkt. Hvis situasjonen er permanent skal man betale *Fiddiya,* det vil si at man skal sørge for bespisning av antall fattige for det antall dager man ikke faster selv.

Hvis man reiser og skal bo ett sted i over 15 dager, regnes man ikke lengre som reisende, og fasten vil igjen være påbudt.

Den som ikke faster når man ikke er tillatt møter to belønninger av Gud. Den ene for lydighet, og den andre når man igjen faster for å ta igjen den fasten man gikk glipp av, eller besørger for bespisning av en fattig.

Ihukommelse av Gud

Ramadan er dominiert av fasten, en av poengene ved fasten er at man frigjør tid for ihukommelse av Gud.

Da det ble spurt Profeten[saw] om hvilken frivillig bønn som er den beste, svarte han at den om natten er best. Tahajjud er en nattlig bønn som fører med seg mange velsignelser. En annen bønn som blir lest i ramadan er taraveeh bønnen. Profeten[saw] ba denne bønnen, men selve tradisjonen med fast taraveeh bønn, samlet i moskeen, ble startet av Hadrat Omar[ra] i hans tid.

Begge disse bønnene er viktige, men om man skulle velge mellom disse, vil tahajjud bønnen være å foretrekke. Disse bønnene er frivillige. Det er ikke slik at man ikke kan faste dersom man ikke har bedt disse bønnene. Men man burde prøve så langt man klarer å stå opp i god tid før man skal spise før fasten, og be tahajjud bønnen[5].

11. Eid-ul-fitr feires etter endt ramadan, for å feire at fastetiden er over.

Fastens velsignelser

Fastens grunnleggende funskjoner er[1]:

1. Den hjelper mennesker med å bli rettferdige (mottaqi). Den trener opp selvdisiplinen vår, og øver opp lydigheten vår mot Gud. Når vi kan ofre våre grunnleggende behov og vise lydighet for Gud på et så elementært nivå, vil dette fremme og Gud vil velsigne vår selvbeherskelse når vi står ovenfor synd. Og da ved å avstå fra synd vil vi oppnå å bli rettferdige mennesker.
2. Fasten frigjør tid, tid vi skal bruke til å lovprise Gud.
3. Takknemlighet. Fasten skal fremme takknemlighet i oss, for alt vi har og alt Gud har velsignet oss med. Dette er den viktigste funksjonen. For hvis takknemligheten ikke er tilstede, vil ikke de øvre funksjonene komme til rette, og fasten vil være ukomplett moralskt. Denne takknemligheten vil også fremme vår medmenneskelighet og lyst til å gi andre mindre heldige mennekser enn oss selv.

Fastens velsignelser[1]:

1. Det er en religiøs disiplin som trener opp sinnet og kroppen til å takle kriser, sinne, sult, tørst ol.
2. Det oppmuntrer til ihukommelse av Gud og almisser, dette gjør oss bevisst gode gjerninger, og dette vil hjelpe oss med å overkomme det onde, samt tilbøyligheten til det syndige.
3. Man løsriver seg fra det materialistiske, og fremmer et sunt forhold til Gud. Man erverver for en kort periode Guds attributter, siden Gud ikke spiser, drikker eller sover. Og vi i Ramadan har perioder hvor vi ikke spiser, drikker og er oppe om nettene for å be.
4. Å faste fremmer helsen. Det er utgående litteratur på dette, for flere bøker på dette se skrivet nederst om referanser.
5. Fasten kurer, tvinger større kontroll over, avhengighet av røyk, alkohol og narkotika.

2. I Ramadan åpnes paradiset. Første natten av ramadan blir satanistiske krefter bundet, samt dørene til helvete blir lukket. Alle portene til paradiset åpnes og det ropes ut: Å du som søker de rettferdige handlinger fortsett, Og dere som søker onde handlinger avstå! Og mange syndere får benåding fra ilden.
3. Ramadan er måneden for almisser, så mye vi makter og har evne til.
4. Ramadan er måned for å fordype seg i Koranen og for å faste.
5. Det er en port i paradiset som heter Rayyan, den er spesiellt for de som regelmessig faster. Ingen andre har adgang gjennom denne. På Dommedagen vil det bli ropt opp etter de som fastet regelmessig, og alle disse vil slippe gjennom Rayyan, og etter dette vil porten bli lukket.
6. Ramadan er delt opp i tre deler. De første 10 dagene i Ramadan vil Gud være særlig barmhjertig, de neste 10 dagene vil Gud være særlig rask til å tilgi våre synder og de siste 10 dager vil den sjelen som etterstreber det bli reddet fra ildens klør.
7. Hvis man hopper over en faste uten grunn, og med vilje, må man ikke ikke bare ta igjen den fasten på et annet tidspunkt, man må også gjennomføre 60 fulle faster. Hvis man ikke evner dette kan man sørge for bespisning av 60 fattige.
8. Hvis man spiser foran en person som faster, vil englene be for den fastende. Det er berettet i hadith om Profeten[saw] som ved flere anledninger spiste foran fastende, når han av god grunn ikke fastet selv. Men hvis man hopper over en faste uten grunn, er dette en synd, og da burde man spise i skjul, og ikke åpent foran andre fastende[5].
9. Koranens første åpenbaring skjedde på laylatul qadr, skjebnenatten. Profeten[saw] har sagt at den som skal lete etter skjebnenatten skal gjøre det de 10 siste nettene av ramadan, på odde netter (21., 23., 25., 27. og 29.). Erkeenglen Gabriel stiger ned til jorden sammen med en skare av engler og ber for den de finner stående eller sittende i bønn til Gud den Allmektige denne natten. Profeten[saw] har sagt at skjebnenatten er bedre enn 1000 måneder. (97:2-6)
10. Alle muslimer skal betale *fitrana*. Det er et lite beløp man betaler i ramadan eller før Eid bønnen. Disse pengene skal gå til hjelp for de trengende. Firtrana skal betales selv for et barn født rett før Eid bønnen.

Fasten i Islam

Ramadan er den niende måneden i den muslimske kalenderen. Koranens første åpenbaring skjedde i ramadan, på *laylatul qadr*, skjebnesnatten[1]. Over en periode på 23 år mottok Profeten[saw] Koranen gjennom åpenbaringer, og hver ramadan repeterte han[saw] alt som hadde blitt åpenbart.

Det er tre ting som står sentralt i ramadan, fasten, ihukommelse av Gud og almisser.

I Islam faster man fra fajr bønnen til maghrib bønnen. Det vil si ved daggry før soloppgang og til etter at solen har gått ned, men skumringen ikke har forsvunnet helt. Det er forbudt å spise, drikke eller ha samleie under fasten. Man skal følge hovedprisippet at man ikke skal føre noe inn i kroppen. Hvis man f.eks. tar en sprøyte, føres noe inn i kroppen, og da brytes fasten. Fasten vil også brytes dersom man kaster opp (hvis man gjør det med vilje). Faste betyr ikke bare å fraholde seg fra mat og drikke. Det gjelder også å frigjøre tid fra unødig snakk og sosialisering, og vende all oppmerksomhet mot Gud. Det innholder å kontrollere sinne og ikke krangle eller snakke stygt til og om andre mennesker.

Fakta om Ramadan

Fakta om Ramadan[1]:

1. Muslimske måneder følger månen. Man kan begynne å faste når man har sett nymånen med det blotte øyet. I dagens samfunn er vi velsignet med vitenskapelig kunnskap, og for dette setter Ahmadiya jamaten 3 kriterier for å starte fastemåneden. Vi har et vitenskapelig punkt der vi kan definere månens fødsel, men for at vi skal kunne se den med det nakne øyet må det ha gått 20 timer eller mer. Andre kriteriet er hvilken grad av forlengelse månen har, den må være minst 10 grader for at den skal kunne bli sett med det nakne øyet. Og det siste kriteriet er at månenedgangen må være etter solnedgangen. Man må følge månefasene i det området man lever i, for dette er bundet til når man selv kan se månen med det nakne øyet.[5]

Ramadan

Umera Noshin Chaudhry

Fasten har vært en religiøs praksis som har eksistert lenge, og vi kan finne spor av den i alle religioner[2]. Dette er også nevnt i Koranen (2:184).

I oldtidens religioner pleide ofte folk, som skulle klargjøres til ritualer, å faste. Ofte var dette prester og prestinner av forskjellige slag. Det ble også trodd at gudene kun talte til folk i deres drømmer etter at de hadde fastet og avholdt seg fra alt annet og kun vendt oppmerksomheten mot de. Det blir funnet beretninger om fasten fra det gamle indianske folket i Amerika, til Siberias shamaner, som gjorde dette for å oppnå nærhet til gudene og få visjoner.

Vi finner igjen fasten i dagens religioner også:
Buddhismen: Prins Siddahartha (Buddha) praktiserte et strengt regime i fire år, der han konsumerte veldig lite mat. Lalitavistara og Buddhacharita, to store verk på livet til Buddha omhandler dette tema.
Kristendommen og Jødedommen: I det gamle og det nye testamentet er det også beretninger om fasten. De nevner 3 svært uvanlige situasjoner der folk fastet for en 40-dagers periode. To av disse var når Profeten Moses[as] mottok de ti bud på sinai fjellet og når Profeten Jesus[as] var ute i ørkenen rett før han mottok sitt kall fra Gud.
I Hinduismen er også fasten praktisert, ved nymåne, og for festivaler som shivratri, sarasvati puja, durga puja (navaratri). Kvinnene faster også for karva chauth, der de ber for god helse og godt liv for sine ektemenn[3].

Fasten kommer i mange former for mange religioner og kulturer. Det er normalt for en faste å ha en varighet på en dag, men noen steder faster man også for tre eller syv dager. Man kan faste fra soloppgang til solnedgang, mens andre steder praktiseres det faste i 24 timer. Noen steder avstår man fra fast føde, andre steder fra både mat og drikke. I hinduismen praktiseres det ofte å kutte ut kjøtt enkelte dager i uken. Det er vanlig å faste i tilknytning til festivaler.

konfrontere. En ahmadi følger en Kalifs instruksjoner med oppriktighet og iver. Kalifen er alltid opptatt med å planlegge velferd, trening og progresjon av menigheten. Han er også opptatt av å propagere islam til ikke-muslimer. Han er både den spirituelle leder og sjefs-administrator av organisasjonen vår; Ahmadia-menigheten.

Det gjenstår ikke lenger et spørsmål om hvilke velsignelser som er skjenket oss gjennom Kalifatet. Som et barn som trenger sin mor når det har slått seg har vi vår Kalif å vende til når vi trenger veiledning. Som et overhode i en familie som forsørger sin familie sørger vår Kalif for at vi alltid er trygge. En Kalif er et symbol for livet. Uansett hvor vi går er vi aldri alene på grunn av samholdet i menigheten som følge av Kalifatet. Det er en stor guddommelig velsignelse. Med det følger solidaritet, samhørighet og tilhørighet blant muslimer. Båndet mellom en Kalifa og de troende er sterkt og preget av gjensidig respekt kjærlighet og hengivenhet. En Kalif skaper åndelig styrke i hjertene til de troende, han leder dem ut av mørket og forener dem med lyset. Han er et moralsk forbildet for sitt folk og holder sinnet deres rent. Gjennom Kalifatet får vi et glimt av Guds underverker.

Kilde: Al-islam.org

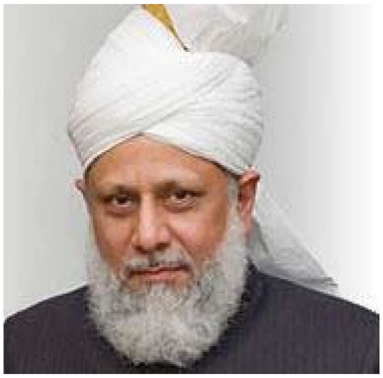

Kalifatet i Ahmadiyya menigheten har nå vært i over hundre år (MashaAllah)

Den nåværende Khalifatul Masih er femte i rekken og heter:

Hadrat Mirza Masroor Ahmad[aba]

En Kalif er guds hånd, han har sympati og ekte kjærlighet for sitt folk. De bønnene som er rettet mot Jamaat er fra hans hjerte og blir alltid oppfylt. Det er en Kalif som holder nasjonen i livet. Et samfunn uten en Kalif er et samfunn uten sjel. Slike samfunn eller nasjon har lite til ingen fremgang. Uten Kalifatet kan ikke den sanne religionen ha fremgang. En organisasjon kan ikke være fullkommen uten at det finnes et senter som kan rette medlemmenes fokus den riktige vei. Det er en slik stilling en Kalif har og det er han som kan opprettholde organisasjonen eller menigheten.

Den Hellige Korranen legger stor vekt på at for at Kalifatet skal kunne etableres er det av stor betydning at muslimene er lydige mot Allah og Hans sendebud. Dette viser oss statusen og stillingen til en Kalif i Islam. Ulydighet mot en Kalif er jamstilt med ulydighet mot Gud som utpekte Hans Kalif. Hvis muslimene ikke er takknemlige for denne gudommelige velsignelsen og ikke viser respekt og lydighet overfor Kalifatet vil de gi opp denne velsignelsen. De vil i tillegg trekke til seg Guds misnøye. Vi leser i den Hellige Quranen historien om Iblis (satan) som nektet å bøye seg for Adam[as] da Gud ba ham om å gjøre det. På samme måte vil en hvilken som helst person som som viser ulydighet overfor en Kalif eller hans representativer vise de samme (satanistiske) egenskapene til Iblis.

Det er enhver muslims oppgave å ha et nært forhold til Kalifatet gjennom lydighet og tjeneste til Kalifen av vår tid som er en levende representativ av Gud. Dette vil medføre et forsterket forhold til Gud. Hvis enhver muslim gjør dette vil det etablere samhørighet i menigheten, dette vil forbli en sterk enhet og tiltrekke seg andre ikke-muslimer til å bli med, sakte men sikkert vil hele menneskeheten komme sammen under det islamske flagget.

Kalifatet er det viktigste islamske instrument. Det er gjennom dette instrumentet at Gud innfrir løftet om den fremragende fremtiden og islams siste triumf. For ahmadi-muslimene er tilknytningen til Kaliftul Masih viktig, og vi ser en klar sammenheng mellom dette og bevegelsens store framgang. På grunn av dette Kalifatet har ahmadi-muslimer sluppet mange av de utfordringer som den øvrige muslimske verden må

medlemmene av Jamaat også er forvirret og deres rygger er knekt, når noen av de uheldige velger veien til apostasi, det er da Gud for andre gang viser Sin makt. Den Allmektige støtter og tar vare på den rystede Jamaat. Den som forblir stødig til slutten får vitne Guds mirakel...” (al-Wasiyyat, Ruhani Khazain, vol 20, s.304-305)

På samme måte som Allah peker ut en profet er det også Han som peker ut en Kalif. Han velger den mest kvalifiserte personen, Han veileder så en gruppe med gudfryktige, troende mennesker til å manifestere Sin vilje. Dette gjør Han gjennom valgprosessen. Følgelig kan det virke som om en Kalif er valgt ut av en gruppe med gudfryktige mennesker, men det er i sannhet Allahs vilje som leder disse menneskene til å velge en Kalif som Han har valgt. Når en person blir valgt som Kalif forblir vedkommende Kalif resten av sitt liv.

Hadrat Mirza Bashir Ahmad[ra] skriver:

”Gud den Allmektige viser visdom gjennom det Han gjør og Han forutser fremtiden, det er alltid en god grunn og logikk bak det Han gjør. I samsvar med naturens lover har mennesket et kort livs-spenn, men reformasjon og opplæring av et samfunn tar lenger tid. Allah har dermed laget systemet med Kalifatet som kommer etter ordningen med profeter. En Kalif fortsetter på profetens oppgave. Frøene som profeten sår er beskyttet og pleiet av Kalifen frem til det står som et sterkt og stødig tre. Dette viser at Kalifatet absolutt er en gren ut av profetordningen, det er derfor den Hellige Profeten[saw] sa at etter enhver profet etableres Kalifatet.” (Welcome to Ahmadiyyat)

Kalifatet etablerer Guds autoritet på jorden og Kalifen strever etter å opprettholde denne autoriteten innenfor menigheten. For de troende er Kalifatet en forkroppsligelse av Allahs Enhet da de velger å underordne seg denne guddommelige autoriteten gjennom en Kalif. De troende deltar i Kalifatets velsignelser ved å holde fast på sin tro og praktiserer forenet under ham.

Kalifatets velsignelser

Mubashra Tharaldsen

En Kalif er et symbol for livet. Vansett hvor vi går er vi aldri alene på grunn av samholdet i menighjeten som følge av kalifatet

Ordet Khilafat betyr tronfølger eller etterkommer. En Kalif er en etterkommer av en av Allahs profeter. Formålet til en Kalif er å fullføre oppgavene som profeten startet. Følgere av en profet fortsetter å tro, bestyrke og praktisere troen under Kalifatet så lenge Allah ønsker det. Allah sier i den hellige Quranen:

”Allah har lovet de av dere som tror og handler rettferdig, at Han sannelig vil gjøre dem til etterfølgere på jorden, slik som Han skjenket etterfølgere (blant dem) før dere, og Han vil sannelig for dem grunnfeste deres religion, som Han var utvalgt for dem, og Han vil sannelig skjenke dem sikkerhet (og fred) etter deres frykt; de vil tjene Meg (alene) og ikke sette noen opp ved siden av Meg. Og den som er vantro etter dette, disse er de som er ulydige.” (surah Al-Nur, vers 56)

Den Utlovede Messias[as] skriver:

”Siden ingen kan leve for alltid, har Allah den Opphøyde foreskrevet at profetene, de som er de mest ærbare og de beste menneskene på jord, fortsetter deres eksistens på jorden gjennom refleksjon. Hensiktsmessig innledet Gud Kalifatet slik at verden ikke skulle bli fratatt velsignelsen av Nubuwwat (profetdømme). Den som begrenser dette til tretti år, er naiv og overser hensikten til en Kalif, ser ikke at Gud konstruerte ikke Kalifatet til å være begrenset til tretti år etter den Hellige Profetens (sa) død slik at verden deretter kunne gå under.” (Ibis., s.353-354).

I ”Testamentet” skriver den Utlovede Messias[as]:

”... Når med døden av en profet, vanskeligheter og problemer oppstår og fienden føler seg sterkere og tenker at ting er i uorden og er overbevist om at nå vil Jamaat bli utryddet, når

mot deg og din eksistens. I forargelse nekter du deg selv alt annet enn det omstendigheten tilbyr deg, mens anger, fortvilelse og sorg er som et rep om halsen din som strammes for hver bitre tanke. Da vil ikke sammenbitte tenner hindre det som er i vente, fordi tårene kommer om du ønsker det eller ei. I strie strømmer. Det er en enkel baktanke man kan utvikle; våg aldri å ha i sinne den tanken om at du er alene og forlatt. Gud er Allvitende, Han er Allmektig. Underkast deg Han, og da vil du se hvordan dine problemer vil fordufte liksom tåket letter fra bakken, og løser seg opp til å bli en del av intet. Jeg kan sverge mitt liv på at Gud hører ropene til de lidende, bare de tømmer sine hjerter for nag. For et liv uten Gud er liv med kvaler. En følelse lik den bekreftelsen av at du aldri vil kunne være i stand til verken å se, høre eller snakke igjen. Evige mørke og stillhet.

(Alt) som er i himlene og på jorden lovpriser Allah, Hans er Kongedømmet og all lovprisning, og Han har makt over alle ting.

(Det er) Ham som har skapt dere, så (noen) av dere er vantro og (andre) av derer er troende. Og Allah ser det dere gjør.

Han har skapt himlene og jorden i overrensstemmelse med sannheten (og rettferdigheten), og Han har formet dere og gjort deres form skjønn, og til Ham skal dere vende tilbake

Sura Al-Taghabun, vers 2-4

Troen på guddommelighet fører automatisk til en sterk tilknytning til åndelighet. Da er det sjelen som er ditt ynde og din prakt. Den er din identitet og din sanne jeg. Legemet er kun et skall. Eller en refleksjon. En gjenspeiling av din ånd. Å dekorere sitt indre med en miskunnelig synsmåte og allmentannerkjente dyder, vil føre til oppnåelse av Guds gunst, og oppriktig anseelse fra andre man treffer på. Guds premisser om fullkommenhet inkluderer også kjærlighet til sine medmennesker. Empati.

Alle overnevnte faktorer er med på å styrke den menneskelige moral, samtidig som det danner mennesket til å bli mer konsekvent. Det fører mennesket til et stadium at det ubevisst vet at det ikke har noe rett til å vurdere etter egen dømmekraft. Ikke på grunn av manglende evne, fordi selv tre vonde ord er liksom ti ørefiker. De svir i lang tid etterpå. Hvis ikke vi har en overhode som registrerer samtlige tanker og all atferd, er det en sann fristelse å bedrøve andre for å oppleve egen tilfredsstillelse. Er man klar over Guds hellige tilværelse vil det lenger ikke være nødvendig å tenke gjennom det mer enn en gang. Gud elsker kun de som skåner hans skapverk mot sin tunge og sine hender.

Gudstro er en bistand for mennesket til å utvikle selvstendighet. Dette synet tillater mennesket til å kutte alle bundetheter man har med andre mennesker som leder til ufrihet. Dermed er det kun din Skaper og deg. Et forbedret selvbilde og selvtillit, og en evne til å holde ut all salgs pinsler. Slik vil du oppnå den såkalte uavhengigheten. Filosofer nøye over hva ordet selvstendig i praksis innebærer. De betyr ikke å være stengt bak et gitter av uvitenhet og kunnskapsløshet. Det vil si ikke å være bundet til lenker av verdslige forfengeligheter som forventninger om utseende. Uavhengighet kan praktiseres ved å dyrke en følelse av at trygghet, for da trenger kun verdsettelse av Guds aksept. Ettersom kun denne holdningen blir aktuell, blir andre menneskers nødvendighet begrenset.

Ihukom Gud i de gode tider, dermed vil Han huske deg i de vonde stunder. Hvis man ikke kan lovprise Gud for hver god følelse, har man ikke rett til å klandre Han for den minste elendighet. Med det samme den berusende følelsen av lykksalighet brer seg i hver åre i kroppen, bader man i sin egen sjø av pur glede. Og hvis man fra en svevende tilstand kolliderer med vegg av sorg og elendighet, føles det som om hele verdens lykke er en hån

Mennesket og dets Skaper

Andaleeb Anwar

Er ikke Gud tilstrekkelig nok for et menneske? Lunefulle ord som svøpes rundt hjertet som et klede av mot og von. Se hvordan det nå banker. Myke bevegelser, uten anstrengelse. All bitterhet og nag har forduftet. Denne herligheten av en følelse sprer seg rundt om i hele legemet. Hjertets fryd smyger seg opp til munnviken. En vag krusning. En markant annerkjennelse. Blikket drives spontant mot himmelhvelvet. *All lovprisning tilkommer Han alene, verdens Herre og min Skaper*. Ingen ekstreme tanker, kun en uskyldig streben etter å tjene Gud og være Han hengiven. Dette er en personlig spirituell lengsel som vedkommer ingen annen enn den det angår.

Å få en oppdragelse der Gud er både Mesteren og den nærmeste Venn, resulterer i å oppfostre en ydmykt person. Det får deg til å innse at arroganse og smålighet er med på å legge fundamentet for en voksende synd. Det er med på å dekke din personlighet med et belegg av bitre tanker, liksom et støvlag legger seg på en ren flate. Dessuten er det din egen sjel du tilgriser, fordi hovmod vil føre til at du indirekte tilegner deg selv de kvalitetene av autoritet som kun Gud er en verdig besitter av. Mang en gang har overlegenhet ødelagt for det mest intelligente menneske. Det er ikke da lenger klok, når det dog all visdom viser manglende evne til å være føyelig og evig strebende. Sikt høyt, sier de. Ha Gud som din hensikt, fordi Han befinner seg et sted høyt oppe. Bak lerretet av stjernehimmelen. Et sted der det menneskelige øyet ikke når, men dit hvor det menneskelige håp, og bønner bekvemt finner veien.

Bønner er et renselsesmiddel for sjelen. Du ber underkastende om benådning slik at du kan rense ditt sinn for dårlig samvittighet. Etter å ha bedt om syndsforlatelse rettes din aktpågivenhet etter å legge dine feiltrinn bak deg, og erklære dem som en del av fortiden. Det er ikke kun snakk om bønn angående synder, ei det som alene tilknyttes religiøsitet, men også de bønder som hjelper deg til å blomstre som et menneske. Dine drømmer og dine lengsler. Alt er verdig å bes for. Bønn er håp. Håp er fremgang.

Utdrag fra den hellige Koranen

(kap. 24, vers 56-58)

I Allahs navn, den mest Nåderike, den evig Barmhjertige

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ
لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٥٦﴾

Allah har lovet de av dere som tror og handler rettferdig, at Han sannelig vil gjøre dem til etterfølgere på jorden, slik som Han skjenket etterfølgere (blant dem) før dere, og Han vil sannelig for dem grunnfeste deres religion, som Han har utvalgt for dem, og Han vil sannelig skjenke dem sikkerhet (og fred) etter deres frykt; de vil tjene Meg (alene) og ikke sette noen opp ved siden av Meg. Og den som er vantro etter dette, disse er de som er ulydige

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٥٧﴾

Og oppretthold bønnen (i dens forskrevne form) og betal Zakat. Og adlyd Sendebudet, for at det må bli vist dere barmhjertighet.

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ
وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٥٨﴾

Tro ikke at de vantro kan tilintetgjøre (Vår plan) på jorden. Og deres oppholdssted skal være Ilden. Og et ondt hvilested er det.

Leder...

Gud velger en kalif Selv

Vi i Jamaat Ahmadiyya er veldig heldige at vi er velsignet med Kalifatet. Vi hevder at våre Kalifer blir valgt av Gud. Et spørsmål som flere da stiller seg er at: Hvordan kan en person som velges av mennesker, være samtidig valgt av Gud?

Det kan hende at flere av oss har tenkt på det men ikke helt tort å spørre noen. Det er et viktig spørsmål og for å kunne forstå dette må vi tenke og søke hjelp fra Allah og lete etter svaret i den hellige Koranen.

En måte å besvare dette spørsmålet på er å vise at det er noen handlinger som gjøres av mennesket, men Gud betrakter disse handlingene som Sin egen. Det vil si at handlinger er gjort av Gud, men er manifestert på menneskets hender.

I den hellige Koranen står det at: ”Ser dere da ikke hva dere sår? Er det dere, som lar det vokse eller er det Oss, som er Dyrkeren?” Sura 56, vers 64-65.

Som forklaring til dette verset kan jeg legge frem et eksempel om dyrking:
Her i Norge kan man ikke vokse mango i løpet av vinteren. Det er umulig med mindre man bygger et sted hvor man kan ha det samme miljøet, samme temperatur, samme type jord som det ligger i Midtøsten eller India og Pakistan eller i områder der mangoer vanligvis vokser. Hvis man ikke gjør alt det kan det ikke vokse mangoer her i landet. Så når man, gjennom sine handlinger, følger et system skapt av Gud for å oppnå et bestemt resultat, er resultat Allahs handling. Det vil si at at når vi følger Allahs befaling og Hans system for å velge kalif og oppnår resultatet, er resultatet en handling av Gud.

Et annet eksempel fra den hellige Koranen er fra kapittel 9 vers 14

> "Kjemp (da) mot dem. Allah vil straffe dem ved deres hender..." (09:14)

Dette verset er rettet til muslimer i den hellige Profeten[saw] sin tid. Allah henvender Seg til de troende og sier at de skal informere ikke-troende at den guddommelige straff er i ferd med å stige på dem, men i stedet for å straffe dem direkte, slik det skjedde med bl.a. Noahs folk, kommer Guds straff til å bli manifestert ved hendene til de troende. Så, selve handlingen er Gud Sin, men den vil gi utslag i hendene på de troende.

Dette viser at visse handlinger gjort av mennesker i lydighet mot Allah, som følger Hans bud og er i samsvar med Hans vilje, er i virkelighet handlingene til Gud Selv.

Kilde: Ahmadiyya Gazette 1992

I Allahs navn den mest Nåderike, den evig Barmhjertige

April / Mai / Juni 2013 - nr 3
Hidjra år:1434

Innholdsfortegnelse

Leder 1
Utdrag fra den hellige Koranen 3
Mennesket og dets Skaper 4
Kalifatets velsignelser 7
Ramadan 11
Brannskader 17
Pinse 20
SPØRSMÅL OG SVAR FRA NASIRAT SITT MØTE MED HADRAT APAA JAAN I LONDON – DESEMBER 2012 22
Barnesiden 25

Nasjonal Amir: Zartasht Munir Khan

Leder Ladjna Imaillah: Bushra Khalid
Redaktør urdu del: Mansoora Naseer
Redaktør norsk del: Mehrin Hayat, Zainab komite

Kontaktinformasjon:
Bait-un-Nasr moske, tlf: 22325859 fax: 22437817
Adresse: Søren Bullsvei 1 E-mail: zainab_ishaat@yahoo.com
1001 Oslo

Zainab

Årgang 3: April, Mai, Juni 2013

Ladjna Imaillah Norge